﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۳؍جنوری ۲۰۰۴ء | ۳۰؍ذوالقعدہ ۱۴۲۴ہجری قمری ۲۳؍صلح ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۴

اولین فرائض

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر جو سب سے پہلی چیز فرض کی وہ پانچ نمازیں ہیں اور میری امت کے اعمال میں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھالی جائے گی وہ بھی پانچ نمازیں ہی ہیں۔

(فردوس الاخبار جلد اول صفحه ۴۷)

﴿ارشادات عاليه سيدنا حضرت مسيح موعود عليه الصلوة والسلام﴾

یادرکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو نماز میں جو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنّا ہے، خدا تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو کہ اس کی نظیر نہ ہو۔

”حدیث سے ثابت ہے کہ اگر تم دجال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔ مثل مشہور ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں اور اب وہ وقت قریب ہے کہ اس کا خاتمہ ہو جاوے۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنّا ہے خدا تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو کہ اس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھاوے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شئے مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے واسطے جوش نہیں رکھتے ان کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بیکار ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو یہ سجدے صرف جنتر منتر ٹھہریں گے جن کے ذریعہ یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔

یادرکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو انسان ترقی نہیں کر سکتا گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذّت نہیں دے گا۔

ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک تمنّا ہوتی ہے پر مومن نہیں بن سکتا جب تک ساری تمنّاؤں پر خدا تعالیٰ کی عظمت کو مقدم نہ کرلے۔ ولی قریب اور دوست کو کہتے ہیں۔ جو دوست چاہتا ہے وہی یہ چاہتا ہے تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ﴾ (الذّٰریٰت:۵۷) چاہئے کہ یہ خدا تعالیٰ کے لئے جوش رکھے۔ پھر یہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے مقرب لوگوں میں سے بن جائے گا۔ مردوں کی طرح نہیں ہونا چاہئے کہ مُردہ کے منہ میں ایک شئے ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے تو دوسری طرف سے نکل آتی ہے۔ اسی طرح شقاوت کے وقت کوئی چیز اچھی ہو اندر نہیں جاتی۔

یادرکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔ ذاتی جوش نہ ہو۔ جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو۔ ایسا ہو کہ خود بھی نہ جانے کہ یہ جوش میرے میں کیوں ہے۔ بہت ضرورت ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہوں گے مگر سوائے خدا کے ارادہ کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ اس طرح دینی خدمات میں مصروف ہوئے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ خدا پر کوئی احسان نہیں کرتے۔ جیسا کہ ہر ایک فصل کے کاٹنے کا وقت آجاتا ہے ایسا ہی مفاسد کے دور کر دینے کا اب وقت آگیا ہے“۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحه ۴۸۷،۴۸۸)

تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی آنحضرت ﷺ کی ذات میں نظر آتی ہے

تواضع اور فروتنی اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بلندیاں عطا کرتا ہے

عاجزی ، انکساری اور فروتنی کے بارہ میں پرمعارف اور ایمان افروز خطبہ جمعہ

(خلاصه خطبه جمعه ۲؍جنوری ۲۰۰۴ء)

(لندن ۲؍جنوری ۲۰۰۴ء) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن میں ارشاد فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں عجز و انکساری کا خلق اختیار کرنے کے بارہ میں احباب کو توجہ دلائی اور اس ایمان افروز اور پرحکمت مضمون کی تشریح آیات قرآنی، اسوۂ رسول ﷺ ، احادیث نبویہ اور

باقی صفحه نمبر ۱۰ پرملاحظه فرمائیں

اداریہ

بے پناہ کام کا جذبہ

قومی ترقی وخوشحالی کے لئے وقت کی قدر و قیمت کو سمجھنا اور اپنے وقت کو بہترین طریق پر مفید اور نتیجہ خیز کاموں میں صرف کرنا انتہائی ضروری اور لازمی ہے ۔سوانح فضلِ عمر میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام کی مصروفیات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’یہ ایام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لئے انتہائی مصروفیت کے ایام تھے ۔دشمن کے بیرونی حملے ایک طرف اور کئی اپنے کہلانے والوں کی طرف سے طرح طرح کی اذیتیں دوسری طرف ۔غیر مبائعین نے تو احمدیت کا مشن ہی یہ سمجھ رکھا تھا کہ کسی طرح مبائعین کی شاخ کو یکسر کاٹ ڈالا جائے اور حضرت مرزا محمود احمدؓ کو ناکام و نامراد کر کے دکھایا جائے ۔گویا نعوذ باللہ یہی احمدیت کے قیام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی غرض و غایت تھی ۔اِن کے اعتراضات کے جواب دینا۔ جماعت کو ان کے زہریلے پروپیگنڈے سے مامون و محفوظ رکھنا ۔نئی جماعتوں کے ایمان کی تقویت کے سامان پیدا کرنا۔ جماعت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو از سرِ نو مجتمع کرنا ۔خلافت کی اہمیت اور اصل منصب کو جماعت پر واضح کرنا۔ کثرت سے آنے والے زائرین سے ملاقاتیں کرنا اور خطوط کا جواب دینا۔ درسِ قرآنِ کریم اور پانچ وقت نماز کی امامت کے علاوہ رات کو تہجد میں گریہ وزاری کے ذریعہ اپنے رب سے مدد مانگنا، جماعت کے پریشان حال افراد کی ڈھارس کے سامان پیدا کرنا اور ان کے لئے دُعائیں کرنا۔ انجمن کے ایسے ممبران کی پیدا کردہ مشکلات کا ازالہ کرنا جو بیعت خلافت میں داخل نہ تھے اس کے علاوہ جماعت کی ترقی کے لئے کئی عارضی اور مستقل اقدامات کرنا۔ غیر از جماعت اور غیر مسلم زائرین کے سوالات اور اعتراضات کے جواب زبانی اور تحریری طور پر دینا۔غرضیکہ آپ کی زندگی ایک مصروف ترین انسان کی زندگی تھی ۔ اللہ اللہ پچیس برس کی عمر میں کتنے بوجھ تھے جو اسلام کے غم میں آپ نے اپنے نوجوان کندھوں پر اٹھا لئے تھے ۔اس ایک دکھ کے لئے کتنے دکھ تھے جو آپ کے جواں سال دل میں سما گئے ۔ کتنے فکر تھے جو ہجوم کر کے آئے اور آپ کے ذہن کی فضا پر چھا گئے......لیکن اس میں آپ کا اختیار بھی کیا تھا۔ یہ علیم و خبیر خدا کا انتخاب تھا۔جس نے یہ گراں قدر امانت آپ کے سپرد کی ۔اس عظیم ذمہ داری کا لباس خدا نے ہی آپ کو پہنایا تھا۔ پس ممکن نہ تھا کہ کوئی انسان آپ سے یہ لباس چھین سکے اور حق یہ ہے کہ آپ کا ہر سانس آخر دم تک اس عہد کے نبھانے میں گزرا۔اور زندگی کی آخری رمق تک آپ اس پر قائم رہے ۔یہ تو زندگی بھر نفس نفس کا ساتھ تھا جسے ہر طور نبھانا تھا۔ دکھ میں بھی اور آرام میں بھی۔ صبح اور شام ۔دن اور رات خلافت کی عظیم ذمہ داریوں کو سینے سے لگائے دل و جان سے عزیز تر کئے ہوئے زندگی کی آخری سانس تک آگے ہی آگے بڑھنا تھا۔

آپ نے ایسے ہی کیا اور زندگی کی آخری رمق تک ایسا ہی کئے چلے گئے اور ہر صبح اور ہر شام نے گواہی دی کہ خدا کا انتخاب غلط نہ تھا۔آپ ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ کے الٰہی فرمان کی ایک زندہ اور مجسم تفسیر بن گئے‘‘۔ (سوانح فضلِ عمر ۔جلد دوم صفحہ ۲۶)

حضرت مصلح موعودؓ کی مصروفیات کے متعلق حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ مرحوم نے ایک بڑا دلچسپ اور پیارا واقعہ بیان فرمایا ہے جس سے حضورؓ کی سیرت کے اور بھی کئی دلکش پہلو نمایاں ہوتے ہیں ۔آپ فرماتے ہیں۔ ’’ڈیوک آف ونڈسر جو اس وقت پرنس آف ویلز اور تخت برطانیہ کے وارث تھے جس پر وہ کبھی براجمان نہ ہو سکے کیونکہ ایڈورڈ ہشتم کی حیثیت میں وہ رسمِ تخت نشینی سے قبل ہی دستبردار ہو گئے ۔ وہ ۱۹۲۲ء میں ہندوستان تشریف لائے ۔لاہور میں ان کے قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور جماعت کی طرف سے انکی خدمت میں ایک کتاب تحفہ کے طور پر پیش کی گئی ۔جس کا نام ’’تحفہ شہزادہ ویلز‘‘ تھا۔

اس کتاب میں آپ نے تعلیماتِ اسلامی کی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی حیثیت میں نہایت واضح اور مدلل تشریح فرمائی تھی نیز اسکے آخر میں انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی تھی ۔ اصل کتاب حضرت صاحب نے اردو میں رقم فرمائی اور مسودہ کی ایک نقل مجھے لاہور ان ہدایات کے ساتھ ارسال فرمائی کہ میں اس کا جسقدر بھی جلد ممکن ہو سکے انگریزی میں ترجمہ کروں اور پھر ترجمہ کو نظر ثانی کی لئے قادیان لے جاؤں۔ میں نے پانچ دنوں میں اس ترجمہ کو مکمل کر لیا اور اسے لے کر قادیان چلا گیا۔ وہاں دو دن اس کی نظر ثانی پر صرف کئے گئے ۔نظر ثانی کرنے والے احباب کا بورڈ خود حضرت صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ مرحوم، مولوی شیر علیؓ مرحوم اور ہمارے معزز بھائی مولوی محمد دینؓ صاحب پر مشتمل تھا۔ ہم روزانہ نماز فجر کے بعد جب کہ ابھی سورج نمودار ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہوتا ہے کام شروع کر دیتے تھے اور نماز عشاء تک ماسوائے کھانوں اور نمازوں کے وقفہ کے لگاتار جاری رکھتے ۔ہم اس کمرہ میں کام کیا کرتے تھے جو مسجد مبارک کی چھت پر شمالی جانب کھلتا ہے۔ کھانا حضور ایدہ اللہ کے گھر سے آتا اور اسی کمرہ میں کھایا جاتا تھا جہاں ہم کام میں مصروف تھے ۔ہم صرف نمازوں کے اوقات میں کمرے سے باہر نکلتے اور ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے ۔یہ مجلس چند ضروری وقفوں کے علاوہ تقریباً سترہ گھنٹے روزانہ رہتی تھی ۔مَیں محنت و سرگرمی اور انہماک کے وہ دو دن جو بیک وقت پر مسرت و پرسکون تھے کبھی فراموش نہیں کر سکتا......حضرت صاحب بذاتِ خود گو ہر تیزی سے گزرنے والے لمحے سے زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر فائدہ حاصل کرنے کے لئے مضطرب تھے اور اس امر کا حصول آپ کے لئے آسان تھا لیکن اس کے باوجود آپ ہر ایک کے آرام کے لئے بہت متفکر رہتے تھے......آپ نہ صرف اپنے عالی ظرف اور لطیف مزاح کے ذریعہ ہمیں مسرور رکھتے بلکہ خود بھی کام کی تکمیل میں ہماری مدد فرماتے ۔ میں اپنے بارے میں پورے وثوق سے کہتا ہوں اور ایسا ہی مجھے یقین ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا خیال ہو گا کہ ہر طویل دن کے اختتام پر ہم اسی طرح خوش و خرم باہر آتے جس طرح کام شروع کرنے کے وقت ہوتے تھے ۔ جب بھی مجھے حضرت صاحبؓ کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا میں نے ہر دفعہ لطف و سرور کا ایک عجیب تجربہ مشاہدہ کیا۔ آپؓ کی پرنور شخصیت میں اخلاقی و روحانی تقویت دینے کی بے پناہ طاقت موجود ہے اور آپؓ کا بے پناہ کام کرنے کا جذبہ جو ہم نے آپؓ کے ساتھ کام کرنے کے دوران مشاہدہ کیا بہت زیادہ اثر انگیز ہے‘‘۔ (عبدالباسط شاہد)

محبت سب سے

ظلمتِ شب میں ہے فرقان محبت سب سے
میرے افکار کی پہچان محبت سب سے
ان کے نفرت بھرے الزام نہ جانے کتنے
اپنا بس ایک ہی اعلان محبت سب سے
پیش ہے مرحلۂ ضبط تو پھر یاد رہے
اپنے محبوب کا فرمان محبت سب سے
ہاں اٹھا ہاتھ مگر حرف دُعا کی خاطر
دیکھ تیرا تو ہے ایمان محبت سب سے
نخوتِ کذب کے ہوتے ہیں مباحث کتنے
حق کی تو ایک ہی بُرہان محبت سب سے
حلقۂ صبح میں دیکھو کہ محیطِ شب میں
ایک ہی زیست کا اِمکان محبت سب سے
دین کامل تو ہے لا ریب مجسم فطرت
اور فطرت کا ہے میلان محبت سب سے
قصۂ جور و جفا لکھنے سے پہلے محمود
اُس پہ لکھ لینا یہ عنوان محبت سب سے

(مبشر احمد محمود۔ربوہ)

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کی جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۲ مورخہ ۹رجنوری ۲۰۰۴ء کے صفحہ نمبر ۸ پر خلاصہ خطبہ جمعہ کے آخر پر سہو کتابت سے آخری جملہ غلط تحریر ہو گیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے۔

’’اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا بنا دے اور ہمارے دلوں میں جھوٹ سے نفرت پیدا کر دے۔‘‘ (ادارہ)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

ری پبلک آف بینن
(Republic of Banin)

(مرزا انوار الحق ۔مبلغ سلسلہ بینن۔ مغربی افریقہ)

اس ملک کا پرانا نام داھومی (Dahomey) تھا۔ بعدازاں یہ نام تبدیل کر کے اس کا نام ری پبلک آف بینن رکھا گیا۔ اس وقت اس کے دارالحکومت کا نام پورٹونوو (Porto Novo) ہے۔ جبکہ تجارتی دارالحکومت کوتونو ہے۔

محل وقوع

مغربی افریقہ کے اس ملک کے مشرق میں 'نائیجیریا' (Nigeria)، مغرب میں 'ٹوگو' (Togo)، شمال میں 'نائیجر' (Niger)، شمال مغرب میں 'برکینافاسو' (Burkina Faso) کے ممالک واقع ہیں جبکہ جنوب میں بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean) واقع ہے۔

آبادی

اس ملک کی آبادی ۱۹۷۹ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۳ لاکھ ۸۳ ہزار ۲۴۹ افراد پر مشتمل ہے جو کہ بڑھ کر اب تک ایک اندازے کے مطابق ساڑھے سات ملین نفوس ہو چکی ہے۔

گورنمنٹ

چونکہ بینن فرنچ کالونی رہا ہے لہذا یہاں کا طرز حکومت بھی فرانسیسی ہے ۔سارے ملک کو گیارہ ڈیپارٹمنٹس میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ صوبوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہر ڈیپارٹمنٹ میں ایک میئر چنا جاتا ہے جو کہ گورنر کا درجہ رکھتا ہے اور سارے ڈیپارٹمنٹ کا نگران ہوتا ہے اور تمام حکومتی ادارے اس کی نگرانی میں کام کرتے ہیں ۔اس وقت صدر مملکت عزت مآب ماتھیو کریکو (Mathew Kerekou) ہیں جو گزشتہ ۲۰ سال سے ہر دفعہ چنے جارہے ہیں اور گزشتہ ۲۰ سال سے ملک کی زمام حکومت ان کے ہاتھ میں ہے۔

معیشت

ملک کی معیشت کا زیادہ تر انحصار ساحل میں واقع بندرگاہ کی آمدنی پر ہے۔ نیز ملک میں شکرقندی کی طرح کی لوکل اجناس مثلاً یام، آکاسا، مانیوک اور آریکو کاشت کی جاتی ہے۔ اسی طرح عمدہ قسم کی کپاس بھی کاشت کی جاتی ہے۔ پھلوں میں عمدہ قسم کے آموں کی مختلف قسمیں، کیلے، مالٹے ، انناس، ناریل ، گنا، آووکاڈو (امرود کی قسم کا پھل)، کافی اور پپیتا یہاں بکثرت ہوتے ہیں ۔اسی طرح مونگ پھلی، کاجو اور مکئی کی بھی کاشت کی جاتی ہے۔ یہاں پر چونکہ فیکٹریاں اور کارخانے زیادہ نہیں ہیں اور جو ہیں بھی وہ دوسرے ممالک کے لگائے ہوئے ہیں لہذا زیادہ تر پیداوار دوسرے ملکوں میں برآمد کر دی جاتی ہے۔

آبادی میں زیادہ تر مرد شہروں میں دفتری کام یا بندرگاہ پر کام کرتے ہیں اور زیادہ تر عورتیں شہروں اور گاؤں دونوں میں تجارت ، دوکانداری اور خرید و فروخت کے کام کو ترجیح دیتی ہیں۔ جبکہ گاؤں میں زیادہ تر مرد کاشتکاری کا کام کرتے ہیں ۔ چونکہ ملک میں کھیتی باڑی کے لحاظ سے زیادہ ترقی نہیں ہوئی اس لئے آلات کاشتکاری بھی نہ ہونے کے برابر ہیں اور ہاتھوں سے یا جانوروں سے کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ماہی گیری بھی بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔ملک کی کرنسی کا نام ''فرانک سیفا'' (F. cfa) ہے اس وقت ایک پاؤنڈ کے مقابلے میں ایک ہزار فرانک سیفا کا ریٹ ہے۔

رقبہ

ملک کا رقبہ ایک لاکھ ۱۲ ہزار ۶۰۰ مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے اور زیادہ تر سرسبز ہے ۔نیز اونچی نیچی سطحوں پر مشتمل ہے ۔ ملک میں ایک دریا 'اویمے' (Oueme) ملک کے شمال سے شروع ہوتا ہے اور سارے ملک میں سے ہوتا ہوا جنوب میں واقع سمندر میں جا گرتا ہے۔ اسی طرح شمال کی جانب کالے رنگ کے پتھر کے پہاڑ بھی واقع ہیں۔ سطح کے اونچا نیچا ہونے کی وجہ سے بعض اوقات جب کنوئیں کھودے جاتے ہیں تو کبھی پانی جلد ہی مل جاتا ہے اور کبھی کافی گہرائی پر ۔

موسم

عام طور پر ملک کا موسم درمیانہ گرم مرطوب ہے۔ اور ساحل پر ہونے کی وجہ سے ہر وقت ہوا چلتی رہتی ہے ۔ بنیادی طور پر دو موسم ہوتے ہیں ۔ برسات اور خشکی ۔ برسات کے موسم میں خوب بارش ہوتی ہے اور ہر وقت بادل چھائے رہتے ہیں ۔ خشکی کے موسم میں گو کہ بارش نہیں ہوتی لیکن گرمی کا بھی زیادہ احساس نہیں ہوتا کیونکہ ہوا چلتی رہتی ہے۔

زبان اور شرح خواندگی

ملکی قومی زبان فرنچ تسلط کے باعث فرانسیسی ہے جو کہ تمام سکولوں ، کالجوں ، دفاتر اور میڈیا میں استعمال کی جاتی ہے ۔اس کے علاوہ بے شمار لوکل زبانیں بھی ہیں اور تقریباً ہر قبیلے کی اپنی زبان ہے۔ جن میں بڑی بڑی درج ذیل ہیں ۔ یورویا، گوں، فوں، باریبا، ناگو ۔وغیرہ ۔ملک کی شرح خواندگی زیادہ سے زیادہ پندرہ فیصد ہے۔

مذہب

ملک کا قومی مذہب عیسائیت ہے ۔اس کے علاوہ دوسرے نمبر پر مسلمان اور تیسرے نمبر پر ارواح پرست مذہب کے ماننے والے ہیں ۔ عیسائیت کے لحاظ سے کیتھولک ، پروٹسٹنٹ، سیلیسٹ اور یہوواہ وٹنس کے فرقے زیادہ ہیں۔ مسلمانوں میں مالکی فقہ کے ماننے والے زیادہ ہیں ۔نیز شیعہ ، حنفی اور سنّی فرقے بھی پائے جاتے ہیں۔ چونکہ اسلام اور عیسائیت کے آنے سے قبل ملک میں ارواح پرست زیادہ تھے لہذا یہ مذہب بے شمار فرقوں اور قسموں میں تقریباً ہر جگہ پایا جاتا ہے جس میں جادو، ٹونے بھی شامل ہیں۔ کہیں کہیں بہائی بھی موجود ہیں ۔لیکن خدا کے فضل کے ساتھ اس وقت فعال مذہبی جماعت کے طور پر صرف احمدیہ مسلم جماعت کا نام ہے جو کہ روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ الحمدللہ۔ اللھم زد وبارک۔

کنگ آف پراکو اور کنگ آف الاڈا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

نظام بادشاہت

ملک میں گورنمنٹ کے نظام کے علاوہ دوسرے نمبر پر بادشاہت کا نظام ہے ۔ ہر قبیلے کا اپنا ایک بادشاہ ہوتا ہے جو کہ قبیلے میں نظم ونسق کا نگران ہوتا ہے اور بہت قابل عزت اور قابل احترام گردانا جاتا ہے ۔تمام ملک کے بادشاہوں کی ایک تنظیم ہے اور تمام بادشاہ اس کے ممبر ہیں ۔ملک کا سب سے طاقتور بادشاہ اس کا صدر بنایا جاتا ہے۔ پھر سیکرٹری اور بعد میں دوسرے عہدے۔

اللہ کے فضل سے کنگ ایسوسی ایشن کے صدر جو کہ نارتھ کے ایک شہر پاراکو میں رہتے ہیں احمدی ہیں۔ اسی طرح ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جو کہ پچھلے سال صدر تھے وہ بھی احمدی ہیں اور ایک شہر Allada میں رہتے ہیں۔ اسی طرح ایسوسی ایشن کے سیکرٹری فنانس بھی احمدی ہیں اور ایک شہر Dassa میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار دوسرے بادشاہ بھی اس وقت احمدیت کی آغوش میں آ چکے ہیں ۔ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب بادشاہ ایک فیصلہ کر دے تو تمام اس کے ماننے والے بھی اس فیصلہ میں لازماً شامل سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی اگر ایک کنگ احمدی ہونے کا فیصلہ اور اعلان کر دے تو تمام قبیلہ کا مذہب بھی بادشاہ کے مذہب کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔ لہذا اس طرح کے فیصلے وہ بہت سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔

بینن میں احمدیت

بینن میں احمدیت کی ابتداء بینن ہی کے ایک مخلص شخص سے ہوئی جن کا نام الحاج سکیر وداؤدا صاحب (Alhaj Sikirou Daouda) تھا۔ وہ تجارت کے پیشہ سے وابستہ تھے اور عرصہ ۱۷ سال سے لیگوس (Lagos) نائیجیریا میں کام کر رہے تھے۔ وہاں ۱۹۶۵ء میں انہوں نے نائیجیریا جماعت کے ذریعہ احمدیت قبول کی ۔ ۱۹۶۷ء میں انہوں نے نائیجیریا جماعت سے درخواست کی کہ وہ جماعت احمدیہ کی تبلیغ اپنے ملک بینن میں بھی کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی اس تجویز پر اس وقت کے نائیجیریا کے امیر مکرم Maulvi N.D.Ahmad صاحب نے اتفاق رائے کیا اور چار افراد پر مشتمل ایک وفد تبلیغ کی غرض سے بینن بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ وفد میں مولوی بشیر احمد شاد صاحب، الحاج سکیر وداؤدا صاحب اور دو لوکل مشنریز شامل تھے ۔ وفد بذریعہ روڈ پورٹونوو پہنچا جو کہ بینن کا پرانا دارالحکومت تھا۔ یہ وفد ایک ہفتہ بینن میں رہا اور مختلف سرکردہ شخصیات کے ساتھ ملاقاتیں کی اور احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ وفد کی لیگوس واپسی سے قبل چار افراد نے بیعت کی جو کہ بینن جماعت کے پہلے چار احمدی احباب کہلاتے ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱)...... مصلح ثانی (Musleh Sani)۔ یہ اس وقت سیکنڈری سکول کے سٹوڈنٹ تھے اور اب ملکی برقیاتی شعبہ میں ایک سیکشن کے انچارج ہیں۔

(۲)...... یونس داؤدا (Inoussa Dauda)۔ یہ بھی اس وقت سیکنڈری سکول کے سٹوڈنٹ تھے اب ملکی برقیاتی شعبے میں ایک آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اور کوتونو جماعت کے صدر بھی ہیں۔

(۳) مصلح بکری (Muslih Bakary)۔ یہ بھی اس وقت سٹوڈنٹ تھے اور اس وقت گیبون (Gabon) میں ایک ہائی سکول کے ایڈمنسٹریٹر اور فنانس مینجر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

(۴)......الحاج بصیریو راجی (Alhaj Bissiriou Radji)۔ یہ کامیاب تاجر تھے اور تجارت کے پیشے میں ان کا ایک نام تھا۔ اور کافی عرصہ جماعت بینن کے صدر بھی رہے۔ وفات پا چکے ہیں۔ جماعتی خدمات کا اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت موقع عطا فرمایا۔

۱۹۶۹ء میں سکیر یو داؤدا صاحب نے اپنی ٹرانسفر بینن میں کروالی۔ ان کی لیگوس سے بینن ٹرانسفر ان چاروں نومبایعین کے لئے جنہوں نے ابھی احمدیت میں نیا نیا قدم رکھا تھا بہت حوصلہ افزا ہوئی۔ چنانچہ ان پانچوں افراد نے جماعت کے طور پر کام شروع کر دیا اور دوسرے افراد کو تبلیغ کی اور بینن میں آہستہ آہستہ احمدیوں کی تعداد میں اضافہ شروع ہو گیا۔ جماعت میں خاطر خواہ افراد کی شمولیت کے بعد

نائیجیریا جماعت نے ان افراد کی تعلیم وتربیت کی خاطر بینن میں لوکل مشنریز بھجوانے شروع کئے۔ چنانچہ مکرم الحاج محمد توحید شیکونی صاحب کو بطور لوکل مبلغ بینن بھجوایا گیا۔ جنہوں نے بڑے جذبے سے یہاں تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور بینن جماعت ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوگئی۔ ان کے بعد بینن میں مبلغین کی آمد کا سلسلہ جاری ہوا۔

بینن بھجوائے جانے والے مبلغین

(۱) مکرم الحاج محمد توحید شیکونی صاحب۔
(۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۳ء)

(۲) مکرم برادر بن صالح صاحب۔
(۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۵ء)

(۳) مکرم الحاج اے۔آر۔اولیوا صاحب۔
(۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۷ء)

(۴) مکرم عبدالعزیز تاج الدین صاحب۔
(۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۲ء)

یہ چاروں مشنریز چونکہ فرنچ زبان نہیں جانتے تھے اس لئے ان کا دائرہ کار زیادہ تر یوروبا بولنے اور سمجھنے والے افراد تک ہی محدود رہا۔

(۵) مکرم مولوی احمد شمشیر سوکیا صاحب۔
(۱۹۸۱ء تا ۱۹۹۱ء)۔

ان کا تعلق ماریشس سے تھا۔ فرنچ زبان بولنے کی وجہ سے بینن جماعت کے لئے ان کا آمد ایک بڑی تبدیلی کا باعث ہوئی اور خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ ایک صاحب علم و تجربہ مبلغ تھے۔ چنانچہ جماعت کی ترقی میں بہت اضافہ ہوا۔

(۶) مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب۔

جس وقت مولوی احمد شمشیر سوکیا صاحب کی تبدیلی ہوئی اس وقت تک بینن میں احمدیوں کی تعداد میں اچھا خاصہ اضافہ ہو چکا تھا۔ نیز جماعتوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب کا بینن میں بطور امیر تقرر رہا۔

(۷) مکرم حافظ احسان سکندر صاحب۔

۱۹۹۷ء میں مکرم حافظ احسان سکندر صاحب کو بینن بھجوایا گیا۔ اور بعد ازاں امیر بینن کے طور پر تقرر ہوا اور تا حال امیر بینن کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ بینن جماعت کی ترقی میں انقلابی کاموں کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ کام میں بے انتہا اضافے کے بعد مرکز نے نئے مبلغین بھجوائے۔

(۸) خاکسار مرزا انوار الحق - انچارج (P.Novo) Couffo،Plateau،Oeme
۲۰۰۱ء تا حال۔

(۹) مکرم فخر الاسلام صاحب انچارج نارتھ بینن (پاراکو)۔ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۲ء)۔ بعد ازاں آپ کی تبدیلی نائیجر ہوگئی۔

(۱۰) مکرم عبدالقدوس گُجر صاحب، انچارج ٹوگو۔
(۲۰۰۱ء تا حال)۔

بینین کے دارالحکومت پورٹونووو کی احمدیہ مسجد کا ایک منظر

(۱۱) مکرم عارف محمود صاحب ۔انچارج نائیجر۔ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۲ء)۔ بعد ازاں آپ کی تبدیلی بینن کر دی گئی۔

۲۰۰۲ء میں کام میں مزید اضافے کے باعث پانچ مزید مبلغین جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے بینن آئے جن کے اسماء یہ ہیں:

(۱۲) مکرم اصغر علی بھٹی صاحب انچارج کولن (Collenes)۔

(۱۳) مکرم مجیب احمد منیر صاحب انچارج اٹلانٹک (Atlantic)۔

(۱۴) مکرم خالد محمود صاحب انچارج نارتھ بینن (Parekou)۔

(۱۵) مکرم عرفان محمود صاحب انچارج ساؤتھ ٹوگو۔

(۱۶) مکرم رشید احمد طیب صاحب انچارج ساؤتومے۔

اس وقت بینن اور بینن کے ماتحت کام کرنے والے ممالک میں مبلغین کی کل تعداد جو پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں دس (۱۰) ہے۔ جب لوکل مبلغین جو نائیجیریا یا گھانا کے مشنری ٹریننگ سکول سے تعلیم یافتہ ہیں ان کی تعداد پانچ (۵) ہے اور جو لوکل مبلغین بینن میں مقامی طورر پر تیار کئے گئے ہیں ان کی تعداد بائیس (۲۲) ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

بینن میں تعمیر ہونے والے پہلی احمدیہ مسجد

سب سے پہلی مسجد پورٹونووو میں ۲۵/اگست ۱۹۷۴ء کو تعمیر کی گئی جس کا افتتاح مکرم مولانا محمد اجمل شاہد صاحب نے نائجیریا سے آکر کیا۔ یہ مسجد بلاکوں سے بنائی گئی تھی اور اب بھی پورٹونووو میں جماعت کی جامع مسجد یہی ہے۔ یہ دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے پہلی منزل مردوں کے لئے ہے جبکہ دوسری منزل میں عورتیں نماز جمعہ وغیرہ ادا کرتی ہیں۔

اسی طرح بینن میں سب سے پہلا مشن ہاؤس جو کہ مشنریز کے لئے تعمیر کیا گیا وہ بھی پورٹونووو میں ہی تھا اور ۱۹۸۰ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ دو کمروں پر مشتمل ہے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ جو مسجد پورٹونووو میں اور کوتونوم میں تعمیر کی گئی ان کے لئے جگہ کی ضرورت تھی جو الحاج سیکریو داؤدا صاحب نے جو پہلے احمدی تھے انہوں نے دونوں مساجد کے لئے اپنی ذاتی ملکیت میں سے عطیہ کے طور پر فراہم کی تھیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ کوتونووو میں مسجد تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔

ابتدائی طور پر درج ذیل جگہوں پر بینن میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی اور انہی جگہوں پر مساجد بھی تعمیر کی گئیں۔

(۱) پورٹو نووو، (۲) کوتونو، (۳) بوزوں، (۴) پے (Kpe)، (۵) اجاویرے (Adja-Ouere)

دور ابتلاء

جیسا کہ تمام مذاہب اور مذہبی جماعتوں کی تاریخ ہے کہ ہمیشہ حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح بنین میں بھی یہ تاریخ دہرائی گئی۔ چنانچہ جب ۱۹۸۴ء میں دو گاؤں بوزوں (Bozoun) اور پے (Kpe) میں اکثریت نے یکدم احمدیت کو قبول کیا اور ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو کوتونو کی جامع مسجد کے بڑے امام صاحب کی راہنمائی میں ہر مسجد میں اعلان کروا دیا گیا کہ احمدیہ جماعت اسلام کو تقسیم کرنے کے لئے بینن میں پہنچ چکی ہے۔ لہذا ان کے سدّ باب کے لئے تیار ہو جائیں اور دو گاؤں جنہوں نے احمدیت قبول کی تھی ان کو بھی سمجھانے کا پروگرام بنایا جائے۔ چنانچہ سعودی عرب سے دو عربی بولنے والے استاد اور دو بینن کے ان کے شاگردوں کی سرکردگی میں بوزوں کے احمدی افراد کو تبلیغ کی گئی کہ تم احمدیت چھوڑ دو، یہ غلط اسلام سکھاتے ہیں مگر بفضلہٖ تعالیٰ دونوں گاؤں کے لوگوں نے غیر معمولی استقامت دکھائی اور مضبوط و مستحکم ایمان کا مظاہرہ کیا اور احمدیت کے ساتھ مرتے دم تک وفا کا اعلان کیا۔ چنانچہ وہ وفد خائب و خاسر ہو کر وہاں سے واپس لوٹا۔

اس ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے ان لوگوں نے ''اوپر'' تک رابطے کئے اور جماعت کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ ۴/جنوری ۱۹۸۵ء تک ان دونوں گاؤں میں سے چار احمدی احباب کو گرفتار کر لیا گیا۔

اسیران راہ مولیٰ بینن

یہ چار اسیران درج ذیل احباب تھے جو کہ بغیر کسی وجہ کے گرفتار کئے گئے۔

1- Brother Adam Atchede.
2- Abou Bakr Atchede.
3- Abdul Rahim Sossou.
4- Alhaj Sikirou Daouda.

مکرم سیکریو داؤدا صاحب کو چند گھنٹے بعد رہا کر دیا گیا مگر دیگر تین افراد کو اس وقت رہا کیا گیا جب وزیر داخلہ نے دسویں دن ان افراد کو خود ان کے سامنے پیش ہو کر اپنا عقیدہ بیان کرنے کو کہا۔ چنانچہ بخوبی انہوں نے احمدیت کا تعارف کروایا اور دسویں دن یہ اسیران راہ مولیٰ باعزت بری کر دئے گئے۔

اس واقعہ نے دشمنان احمدیت کو مزید غیظ و غضب میں بڑھایا۔ چنانچہ انہوں نے مزید اوپر تک روابط کئے اور جماعت احمدیہ کو غیر ملکی ایجنٹ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ نتیجۃً ۲۲/جنوری ۱۹۸۷ء کو سٹیٹ ہاؤس کی طرف سے ایک حکمنامہ جاری ہوا کہ بینن میں جماعتی سرگرمیاں بند کر دی جائیں اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی مسجد بھی سر بمہر کر دی گئی۔

اس دوران مسجد کے قریب ہی ایک گھر میں مسجد کی جگہ مقرر کر کے نمازوں کی ادائیگی جاری رہی۔ ۴/فروری ۱۹۸۷ء کو جماعت کی طرف سے ایک درخواست صدر مملکت کے نام لکھی گئی جس میں معاملے کی تہہ تک پہنچنے اور احمدیت کو مذہبی طور پر آزادی دینے کی اپیل کی گئی۔

چنانچہ ہماری اس درخواست پر ۱۳/فروری ۱۹۸۷ء کو گورنمنٹ نے ایک خصوصی کمیٹی وزیر داخلہ کی سربراہی میں تشکیل دی تا کہ معاملے کی تہہ تک پہنچا جا سکے۔ کمیٹی نے ۲۵/جون ۱۹۸۷ء کو اپنا کام شروع کیا اور ۲/ستمبر ۱۹۸۷ء کو اپنی رپورٹ گورنمنٹ کو پیش کی جو کہ سو فیصد جماعت احمدیہ کے حق میں تھی۔ نتیجۃً

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

نائیجر (Niger) کے سلطان بیعت فارم پر دستخط کر رہے ہیں

خطبہ جمعہ

ہماری ذاتی اور جماعتی ترقی کا انحصار دعا پر ہے اس لئے دعاؤں میں سست نہ ہوں

اللہ تعالیٰ مُضطر کی دعا سنتا ہے۔اس زمانے میں ہمیں دعا کا ہتھیار دیا گیا ہے

(عبادات اور دعاؤں کی اہمیت کے بارہ میں پرمعارف اور ایمان افروز خطبہ جمعہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۸؍نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۸؍نبوت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾۔ (سورة النمل آیت ۶۳)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

رمضان اپنی بیشمار برکتیں لے کر آیا اور جن کو اس سے حقیقی معنوں میں فائدہ اٹھانے کی توفیق ملی یعنی راتوں کو اٹھ کر نوافل ادا کرنے کی، فجر کی نماز کے بعد اکثر جگہوں پر حدیث کے درس کا انتظام تھا، اس درس کو سننے کی توفیق ملی۔ مسجد میں پانچ وقت کوشش کر کے نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے آنے کی توفیق ملی۔ درس قرآن کریم اور پھر رات کو تراویح کی نماز ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ خود بھی ایک دو یا تین قرآن کریم کے دور مکمل کرنے کی توفیق ملی اور پھر روزے رکھنے کی بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ تو آپ میں ایسے وہ لوگ جنہوں نے یہ سب اہتمام کیا اس رمضان میں، انہوں نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ رمضان آیا اور انتہائی تیزی سے اپنی برکتیں چھوڑتا ہوا چلا گیا۔ عبادتوں کے لطف دوبالا ہوئے۔ خطوط سے پتہ چلتا ہے، مختلف لوگ خط لکھتے رہتے ہیں کہ بہت سوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کا، اپنی ہستی کا یقین دلایا۔ اللہ کرے کہ یہ برکتیں اب ہم سمیٹے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے نہ کہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے اپنی برکتوں سے ہمیں اپنے برتن بھرنے کی توفیق دی ہے اب ہماری کسی لاپرواہی کی وجہ سے، ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے یا ہمارے کسی تکبر کی وجہ سے ہمارے یہ برتن خالی نہ ہو جائیں۔ گزشتہ چند خطبوں سے دعاؤں کی طرف، عبادات کی طرف مَیں توجہ دلا رہا ہوں۔ اب کسی کو خیال آ سکتا ہے کہ رمضان تھا اور اس مناسبت سے عبادات اور دعاؤں کے اس مضمون کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت تھی۔ اب کوئی اور مضمون شروع کرنا چاہئے۔ لیکن یہ مضمون دعاؤں کا مضمون ایک ایسا مضمون ہے کہ ہم احمدیوں کا اس کے بغیر گزارہ ہی نہیں۔ اس لئے آج پھر مَیں احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس طرح رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر ہم سب نے مل کر آہ وزاری کی ہے اسی طرح اب بھی اسی ذوق اور اسی شوق کے ساتھ اس کے حضور جھکے رہیں، اور ہمیشہ جھکے رہیں۔ اس کا فضل اور رحم مانگتے ہوئے، ہمیشہ اسی کی طرف جھکیں اور اس زمانہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والوں کا ہتھیار ہی یہ دعا ہے کہ اس کے بغیر ہمارا گزارا ہو ہی نہیں سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اگر تلوار اٹھانے کی اجازت ملی تو اس وجہ سے تھی کہ آپؐ کے خلاف تلوار اٹھائی گئی تھی۔ لیکن اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو صرف دعا ہی کا ہتھیار دیا ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے اس بارہ میں فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا، توپ کا یا اور کسی قسم کے ہتھیار کا جہاد قطعاً منع ہے اور یہ کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ سب کچھ اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔ اب اس زمانہ میں اگر فتح ملنی ہے، اسلام کا غلبہ ہونا ہے تو دلائل کے ساتھ ساتھ صرف دعا سے ہی یہ سب کچھ ملنا ہے۔ اور یہ وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے نہ کسی مذہب کے پاس ہے، نہ کسی فرقے کے پاس ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے وہ ہتھیار دے دیا ہے جو کسی اور کے پاس اس وقت نہیں۔ پس جب یہ ایک ہتھیار ہے اور واحد ہتھیار ہے جو کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں تو پھر ہم اپنے غلبہ کے دن دیکھنے کے لئے کس طرح اس کو کم اہمیت دے سکتے ہیں، کس طرح دعاؤں کی طرف کم توجہ دی جا سکتی ہے۔ ہم ان لامذہبوں کی طرح نہیں ہیں، یہ تو نہیں کہہ سکتے ہم کہ دعاؤں سے بھی کبھی دنیا فتح کی گئی ہے، کبھی ہونٹ ہلانے سے بھی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں، بلکہ ہمارا جواب یہی ہونا چاہئے کہ ہاں جب ہونٹ اللہ کا نام لینے کے لئے ہلائے جائیں، جب دل کی آواز ہونٹوں کے ذریعہ سے باہر نکلے اور اللہ سے مدد مانگی جا رہی ہو تو نہ صرف عام فوائد دینی و دنیاوی حاصل ہوتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے والے، ایسے اللہ والوں کو تنگ کرنے والے چاہے وہ لوگ ہوں یا حکومتیں ہوں وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں، پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ ہمارا خدا تو وہ خدا ہے جو صمد ہے، بہت اونچی شان والا ہے، بہت طاقتوں کا مالک خدا ہے، وہ مضبوط سہارا ہے جس کے ساتھ جب کوئی چمٹ جائے تو وہ اس کی پناہ بن جاتا ہے۔ وہ ایسا سہارا ہے جو اپنے ساتھ چمٹانے کے لئے، ہمیں محفوظ کرنے کے لئے ہمیں آوازیں دے رہا ہے کہ میرے بندو خالص ہو کر میرے پاس آؤ، میری پناہ گاہ میں پناہ لو، دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ تو جب ہمارا خدا، ہمارا پیارا خدا، ہمیں اتنی یقین دہانیاں کروا رہا ہے تو پھر ہم کس طرح اس سے مانگنے، اس کی طرف جھکنے، اس سے دعا کرنے کے مضمون کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو تو جماعتی اور دنیا کے حالات کو دیکھتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت میں جو مَیں نے پڑھی ہے، کہہ دیا ہے کہ مَیں مضطر کی دعا کو سنتا ہوں، بے قرار دل کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اس لحاظ سے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور یہ ہمارے لئے ہی ہے کہ مضطر کا مطلب صرف بے قرار ہی نہیں ہے بلکہ ایسا شخص ہے جس کے سب راستے کٹ گئے ہوں۔ تو اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے کوئی دنیاوی واسطے اور راستے نہیں ہیں۔ اس معاشرہ میں رہتے ہیں اس لئے جب تنگیاں آتی ہیں تو جو بھی متعلقہ حکام ہوتے ہیں اور مختلف ذرائع ہیں ان کو آگاہ ہم ضرور کرتے ہیں لیکن کبھی ان کو خدا نہیں بناتے۔ کیونکہ ہمیں تو ہمارے خدا نے، ہمارے زندہ خدا نے یہ بتا دیا ہے کہ جب بھی تمہیں میری ضرورت ہو بلکہ ہر وقت جب تم امن کی حالت میں ہو، بظاہر امن کی حالت میں بھی ہو، اس یقین کے ساتھ مجھے پکارو کہ مَیں بے سہاروں کا سہارا ہوں، ان کی دعائیں سنتا ہوں تو تم مجھے ہمیشہ اپنی مدد کے لئے اپنے سامنے پاؤ گے۔ لیکن یہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ اس اضطرار کے ساتھ دعائیں ہو رہی ہیں کہ زبان حال بھی کہہ رہی ہو کہ: حیلے سب جاتے رہے حضرت تواب ہے۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ تمہاری تکلیفیں کس طرح دور کرتا ہے۔ ظالم افسروں سے بھی تمہاری نجات ہو گی، ظالم مولویوں سے بھی تمہاری نجات ہو گی، ظالم حکومت سے بھی تمہاری نجات ہو گی۔ لیکن صرف رونا یا گڑگڑانا ہی کافی نہیں بلکہ جیسا کہ فرمایا، ایک اضطراب اور اضطرار ہونا چاہئے، یہ یقین ہونا چاہئے کہ سب طاقتوں کا سرچشمہ صرف خدا کی ذات ہے۔ اور زمینی حملے ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اگر ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان

کرسکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے۔ جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین وآسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے''۔(ایام الصلح صفحہ ۳۰)

پھر آپؑ نے فرمایا:

''کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں، وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا''۔(دافع البلاء صفحہ ۱۱)

تو اس وقت جماعت احمدیہ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تعریف کے لحاظ سے مضطر ہیں۔ بعض ملکوں میں جتنا نقصان جماعت کو یا جماعت کے افراد کو پہنچایا جاتا ہے، یعنی کھل کر اپنے مذہب کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں، ہم ایک خدا کو ماننے والے ہیں، ہم حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے دین پر قائم ہیں۔ مخالفین کہتے ہیں کہ نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو۔ آنحضرت ﷺ کو تو کسی کے دل کے حال کا پتہ نہ چل سکا، معلوم نہ ہو سکا۔ ان مولویوں کو، ان حکومتوں کو دلوں کے حال پتہ لگنے لگ گئے۔ تو ختم نبوت کا منکر کون ہوگیا؟ پھر تو ختم نبوت کے منکر یہ لوگ ہیں جو اپنے منہ نہیں کہہ رہے بلکہ اپنے عمل سے کہہ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو تو دلوں کا حال نہیں پتہ لگا لیکن نعوذ باللہ ہم آپؐ سے اوپر ہیں، ہمیں سب کے دلوں کا حال پتہ لگ گیا ہے۔ اور یہ اپنے ساتھیوں کے عبرتناک انجام دیکھتے بھی ہیں لیکن پھر بھی بے حیائی اور ڈھٹائی کی انتہاء ہے، کوئی اثر نہیں ہوتا۔

تو جیسا کہ مَیں نے شروع میں دعا کے بارہ میں کہا تھا دعا ہی ہے جو ہمارا اوڑھنا ہو، ہمارا بچھونا ہو۔ دعا ہی ہے جس پر ہمیں مکمل طور پر یقین ہونا چاہئے، اس کے بغیر ہماری زندگی کچھ نہیں۔ ربوہ سے بھی اور پاکستان سے مختلف جگہوں سے بھی بڑے جذباتی خط آتے ہیں کہ پتہ نہیں ہم خلافت سے براہ راست، ان معنوں میں براہ راست کہ بغیر کسی واسطہ کے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے براہ راست دیکھنے اور سننے کے سامان تو ہوگئے ہیں لیکن یہ سب کچھ یکطرفہ ہے کہ کب ہماری آزادی کے حالات پیدا ہوتے ہیں جب دونوں طرف سے ملنے کے سامان ہوں، کب ہم آزادی سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا اظہار بازار میں کھڑے ہو کر کر سکتے ہیں۔ تا کہ لوگوں کو پتہ لگے کہ اصل محبت کرنے والے تو ہم لوگ ہیں۔ کب قانون میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ تو میرا جواب تو یہی ہوتا ہے کہ ان کو کہ جیسا کہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں سنبھالتا رہا ہے، ہماری مشکلیں آسان کرتا رہا ہے، آج بھی وہی خدا ہے جو ان دکھوں کو دور کرے گا انشاء اللہ۔ بظاہر ناممکن نظر آنے والی چیز، ناممکن نظر آنے والی بات محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن بن جایا کرتی ہے اور انشاء اللہ بن جائے گی۔ بڑے بڑے فرعون آئے اور گزر گئے لیکن الٰہی جماعتیں ترقی کرتی ہی چلی گئیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مضطر بن کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں۔ اس لئے رمضان میں جس طرح دعاؤں کی توفیق ملی اس معیار کو قائم رکھیں گے تو کوئی چیز سامنے نہیں ٹھہر سکے گی۔ بہت سے باہر سے ربوہ جانے والوں نے بتایا اور لکھا کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبادت کرنے والوں سے بھری پڑی تھیں اور یہی حال دنیا میں ہر جگہ تھا، یہاں بھی آپ نے دیکھا۔ تو مسجدوں کی آبادی کا یہ انتظام اگر جاری رہے گا، اس میں سستی نہیں آئے گی۔ اب اس میں صرف ربوہ ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں احمدی آبادیاں ہیں، اپنی مساجد کو آباد رکھنے کی کوشش کریں گی اور ہماری مسجدیں تنگ پڑنی شروع ہو جائیں گی۔ اتنی حاضری ہوگی کہ ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان نمازوں کے دوران مسجد کی طرف جائے گا۔ تو یہ کیفیت جب ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہماری دعاؤں کو بہت سنے گا۔ اسی طرح گھروں میں بھی خواتین نمازوں اور عبادات کا خاص اہتمام کریں اور پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کس طرح مدد کو آتا ہے۔ اسی طرح جب ہم سب مل کر دعائیں کریں گے، اللہ کے حضور جھکیں گے، عبادات بجالانے کی کوشش کریں گے تو اس کی مثال اس تیز بہاؤ والے پانی کی طرح ہی ہے جب پہاڑی راستوں سے گزرتا ہوا جہاں دریا کا پاٹ تنگ ہوتا ہے، یہ پانی گزر رہا ہوتا ہے تو اپنے راستے میں آنے والے پتھروں کو بھی کاٹ رہا ہوتا ہے اور انہیں بعض اوقات بہا بھی لے جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے شہتیروں کے بھی ٹکڑے کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی اتنی تیز رفتار ہوتی ہے کہ اس کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ تو جب مل کر سب دعا کریں گے۔ اکٹھا کر کے جب دعائیں ہو رہی ہوں گی ساروں کی، ایک طرف بہاؤ ہو رہا ہوگا تو اس دریا کے پانی کی طرح اس کے سامنے جو بھی چیز آئے گی خس وخاشاک کی طرح اڑ جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مستقل مزاجی اور باقاعدگی سے اس طرف توجہ رہے۔ رمضان گزر جانے کے بعد ہم ڈھیلے نہ پڑ جائیں، ہماری مسجدیں ویران نہ نظر آنے لگیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑے بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ﴾۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۶ مورخہ ۲؍مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

پھر فرمایا:

''دوسری شرط قبولیت دعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اس کے لئے دل میں درد ہو ﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ﴾۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳)

تو جماعت کے لئے بھی آپ یہ درد پیدا کریں گے تو دعائیں بھی انشاء اللہ قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاتی اپنے معاملات کے لئے بھی اور جماعتی ترقی کے لئے اسی اضطراب اور درد سے دعائیں کرنے کی توفیق دے۔ جس طرح ہم اپنے لئے کرتے ہیں اور رمضان میں کرتے رہے ہیں۔ پس مَیں بار بار آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اور دلاتا رہوں گا کہ جس توجہ سے آپ نے رمضان میں اپنی مسجدوں کی رونق بڑھائی، اپنے گھروں کو عبادات سے سجایا، اس کو اب اسی طرح جاری رکھنے کا بھی عہد کریں۔ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کی طرح قضائے عمریاں ادا نہیں کرنی کہ رمضان گیا تو چھٹی ہوئی، اب اگلا ماہ رمضان آئے گا تو دیکھیں گے، اب جائے نماز لپیٹ کر الماریوں میں بند کر دو، اب قرآن کریم کو غلافوں میں چڑھا کر اپنے پرچھتیوں میں یا شیلفوں میں رکھ دو۔ نہیں، بلکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی خشیت ہر وقت اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے اس حدیث پر عمل کرنا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

پھر مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استجاب صلوۃ النافلۃ فی بیتہ وجواز ہ فی المسجد)

پھر ایک حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کرتے رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ میں لگنے سے بچ گیا۔ اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا مگر اللہ کی یاد کے سہارے''۔(جامع ترمذی)

تو دیکھیں یہ حدیث جہاں ہمیں یہ خوشخبری سنا رہی ہے کہ ذکر کرنے سے تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ گے اور مضبوط قلعہ میں اپنے آپ کو محفوظ کر لو گے۔ جس طرح بہت سے لوگوں نے رمضان میں محسوس بھی کیا، اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ کہ جس طرح دعاؤں کے بعد ہمیں لگا کہ ہم ایک محفوظ حصار میں آگئے ہیں۔ تو وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادات میں سستی دکھائی، اللہ کے ذکر سے لاپرواہی برتی، تو دشمن پھر حملہ کرے گا، شیطان پھر حملہ کرے گا۔ اس لئے اس قلعہ میں آپ کے لئے مسلسل

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

دعاؤں اور عبادات کی ضرورت ہے۔اب مسلسل دعائیں کرتے رہیں گے، عبادات کرتے رہیں گے تو پھر اس مضبوط قلعہ میں رہ سکتے ہیں۔اللہ سے مدد مانگنے کی ضرورت ہے، اس میں کمزوری نہیں آنی چاہئے۔اللہ سے مدد مانگتے ہوئے، اس کا فضل مانگتے ہوئے، اب اس میں باقاعدگی قائم رہنی چاہئے جو رمضان میں ہم سب تجربہ کر چکے ہیں، اور اس سے لطف اٹھا چکے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے اس کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب مَیں دوں گا۔ اگر وہ برائی کرتا ہے تو اس کو اس برائی کے برابر سزا دوں گا یا اسے بخش دوں گا۔ اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے مَیں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہے اور جو ایک گز میرے قریب ہوتا ہے مَیں دو گز اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے تو مَیں اس کے پاس دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔ اگر کوئی شخص دنیا بھر کے گناہ لے کر میرے پاس آئے بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو مَیں اس کے ساتھ اتنی ہی بڑی مغفرت اور بخشش سے پیش آؤں گا اور اسے معاف کردوں گا''۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الذکر والدعاء)

تو یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تحریص دلائی ہے کہ اس طرح مَیں معاف کیا کرتا ہوں۔ اب یہ نہیں کہ بار بار معافی مانگو اور بار بار غلط کام کرتے چلے جاؤ اور میرے نافرمانی کرتے چلے جاؤ۔ تو ہم میں سے جنہوں نے بھی اس رمضان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ کی مغفرت اور بخشش سے فائدہ اٹھایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جن فضلوں کے دروازوں کو ہم پر کھولا ہے، ہمارا کام ہے کہ اب اللہ کے فضلوں کو مانگتے ہوئے اسی التزام کے ساتھ اسی باقاعدگی کے ساتھ اس کے سامنے جھکتے ہوئے ان مغفرت اور بخشش کے دروازوں کو بند نہ ہونے دیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دروازے ہم پر کھلے رہیں اور ہماری کمزوری کی وجہ سے ہمارے قریب پہنچی ہوئی منزلیں کہیں ہم سے پھر دور نہ ہو جائیں، کہیں ہم راستے میں ہی تھک کر بیٹھ نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیتا رہے کہ جس طرح عبادات بجالانے کا حق ہے اسی طرح عبادات بجالاتے رہیں۔

حضرت عمر بن عبسہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (ہمارا) ربّ رات کے درمیانی حصے میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو اس گھڑی تُو اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن جائے تو ضرور بن''۔

(سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات)

تو رمضان کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عادت ہمیں پڑ گئی کہ رات کو اٹھے اور تہجد کی نماز ادا کی، نوافل پڑھے۔ اگر ہم اس عادت کو باقاعدہ کرلیں اور جاری رکھیں تو اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ہم بہت قریب ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے سب کچھ پالیا۔ تو دعاؤں کے ساتھ پھر ایک بات یہ ہے کہ دعاؤں کے ساتھ، عبادات کے ساتھ جمعہ کے دن کا بھی ایک خاص تعلق ہے۔ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا وقت رکھا ہوا ہے جس میں بندے کی دعا سنی جاتی ہے اور پھر اس دور کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کا، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جمعہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ تو جمعہ کو بھی ہمیں خاص اہتمام سے منانا چاہئے۔ بعض ایسی دعائیں ہیں، جماعتی دعائیں ان کے لحاظ سے بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ نوافل کے لئے بھی، گھر کے ہر فرد کو اٹھنا چاہئے۔ جمعہ پڑھنے کے لئے تمام مردوں کو ضرور جانا چاہئے، کوشش کرکے بھی اور مساجد میں جمعوں کی حاضریاں بھی ایسی ہی ہونی چاہئیں جیسے رمضان میں ہوتی تھیں۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا ہے اور وہ گھڑی بڑی مختصر ہوتی ہے''۔ (حوالہ)

تو دعا کی طرف ہر وقت توجہ دیتے رہنا چاہئے۔ کیا پتہ کس وقت وہ گھڑی آجائے جو قبولیت دعا کی گھڑی ہو، قبولیت دعا کا وقت ہو۔ تو ان تڑپنے والے دلوں کو جو حالات کی وجہ سے جذبات کا اظہار کرتے ہیں، پاکستان میں مختلف جگہوں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ جمعوں کی رونق بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جذبات کا اظہار کریں۔ اور جب پورے یقین کے ساتھ اس سے مانگیں گے اور اس سے مانگ رہے ہوں گے تو وہ بھی اپنے وعدوں کے مطابق سنے گا بھی اور آپ کی ضروریات بھی پوری کرے گا اور آپ کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور آسانیاں پیدا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشائش کا انتظار کرنا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے لیکن مانگنے والے مانگنے سے تھکیں نہیں۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔ کیونکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اگر پھنس گئے تو پھر نئے سرے سے سفر شروع کرنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ مختلف رنگ میں دعائیں قبول کرنے کے نظارے ہمیں دکھاتا بھی رہتا ہے۔ تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ڈھارس بندھانے کے لئے، تسلی دینے کے لئے دکھاتا ہے تاکہ بندہ یہ تسلی رکھے کہ اگر خدا تعالیٰ دعا کے طفیل وہ کام کر سکتا ہے جن کو ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے، ان کو ہمیں حاصل کرنے کی یا ان کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی تو اس اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت بھی ہے کہ یہ جو بظاہر مشکل اور بڑے کام نظر آتے ہیں ان کو بھی کردے۔ اس لئے صبر اور حوصلے سے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے اور کبھی تھکنا نہیں چاہئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو''۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

پس اس حدیث کے مطابق بھی ہمیں دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاتی طور پر بھی، جماعتی طور پر بھی، ہر پریشانی اور مصیبت اور بلا سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مشکلات کو جن میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں جلد دور فرمائے، ہمیں مزید ابتلاؤں اور امتحانوں میں نہ ڈالے ہمیں ہر شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ اللہ تعالیٰ جلد تر ہمیں اپنے مخالفین پر غلبہ عطا فرمائے۔ لیکن بات وہی ہے کہ ایک اضطراری کیفیت ہمیں اپنے اوپر طاری کرنی ہوگی اور یہ حالت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر میرے بندے میری نسبت سوال کریں کہ وہ کہاں ہے تو ان کو کہہ کہ وہ تم سے بہت قریب ہے۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں۔ پس چاہئے کہ دعاؤں سے میرا وصل ڈھونڈیں اور مجھ پر ایمان لاویں تا کہ کامیاب ہوں۔ (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۳۹۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۲۴۸)

پس ہم بہت ہی بدقسمت ہوں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اس بات پر یقین نہ کریں۔ یقین نہ کرنے والی بات ہی ہے کہ اگر ہم اس کے کہنے کے باوجود اس کا قرب نہ ڈھونڈیں، اس کو تلاش نہ کریں۔ اور رمضان میں جو فضل ہم پر اللہ تعالیٰ نے کئے ہیں ان کو بھلا دیں۔ اور ایمان میں کمزوری دکھائیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسی حرکت کرنے والا ہو۔ بلکہ ہمارے ایمانوں میں دن بدن ترقی ہو، زیادتی کے نظارے نظر آتے ہوں، ہر نیا دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے اور قریب لانے والا دن ثابت ہو۔ اس شکر گزاری کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی برکتوں سے فیضیاب کیا، ہم مزید اس کے حضور جھکتے چلے جائیں اور اپنی تمام حاجتیں اپنے پیارے خدا کے سامنے پیش کرنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دعا جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے۔ دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اُسی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے اور معرفت سے یقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۶۷۲)

پھر آپؑ نے فرمایا: ''دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی۔ یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے''۔ (یعنی بندے اور خدا میں رشتہ پیدا کرتی ہے) ''اس راہ میں قدم رکھنا بھی مشکل ہے۔ لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کر دیتا ہے...... جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے۔ خدا کے لئے ان سختیوں کو جو دوسرے برداشت نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے برداشت کرتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن اور رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے''۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۷۔ مورخہ ۱۰/مئی ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۳۔۴۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۶۵۲)

پھر آپؑ نے فرمایا: ''دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾۔ یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیائے صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف و الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے جب کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔ غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جابجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا''۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۲۔ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۵ء۔ صفحہ ۳۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ ۶۵۱)

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ذاتی بھی اور جماعتی ترقی کا انحصار بھی دعاؤں پر ہے۔ اس لئے اس میں کبھی سست نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے مطابق دعائیں کرتے رہیں۔ اپنے ایمانوں کو بھی بڑھائیں، اپنے عمل بھی اس طرح بنائیں جن سے خدا راضی ہو۔ کہیں بھی ہماری ذاتی انا ہمیں تقویٰ سے دور لے جانے والی نہ ہو۔ اور سچا تقویٰ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے عاجزی دکھانے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے پس مَیں بہت ہی قریب ہوں۔ مَیں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔ بعض لوگ اس کی ذات پر شک کرتے ہیں۔ پس میری ہستی کا نشان یہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو مَیں تمہیں پکاروں گا اور جواب دوں گا اور تمہیں یاد کروں گا۔ اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے۔ وہ شخص تو تمہاری آواز کو سن کر تم کو جواب دے گا۔ مگر جب وہ دُور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہ سکو گے۔ پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری دور ہوتی جائے گی اور تم ضرور اس آواز کو سنو گے۔ جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابود ہو جاتی ہے کہ اس کی کوئی ہستی ہے۔ پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست طریقہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سن لیں یا دیدار یا گفتار۔ پس آج کل گفتار قائم مقام ہے دیدار کا۔ یا بات کریں یا دیکھ لیں۔ ہاں جب تک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اس وقت تک ہم سن نہیں سکتے۔ جب درمیانی پردہ اٹھ جائے گا تو اس کی آواز سنائی دے گی۔

تو یہ خطوط ملتے رہتے ہیں مختلف۔ ان سے ایسا تأثر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان میں بہت سوں کو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوا ہے۔ بہت سوں کے پردے سرکنے شروع ہوئے ہیں، لیکن ابھی حقیقی معرفت حاصل کرنے کے لئے مزید محنت کی ضرورت ہے۔ ان حجابوں کو مکمل طور پر اٹھانے کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا، عبادات کی طرف اسی باقاعدگی سے توجہ کی ضرورت ہے جیسے رمضان کے مہینے میں توجہ رہی ہے ہم سب کی۔ تو جتنی زیادہ تعداد میں ایسی دعائیں کرنے والے ہماری جماعت میں پیدا ہوں گے اتنا ہی جماعت کا روحانی معیار بلند ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا۔ خلیفۂ وقت کو بھی آپ کی دعاؤں سے مدد ملتی چلی جائے گا اور جب یہ دونوں مل کر ایک تیز دھارے کی شکل اختیار کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے بھی کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہمارے ہتھیار یہ دعائیں ہیں جن سے ہم نے فتح پانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار جلد سے جلد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀ ......❀...... ❀❀❀

آسٹریلیا کے قدیم باشندوں نے کیا دیا اور کیا لیا

(مرسلہ: خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

آسٹریلیا میں کم از کم چالیس ہزار سال سے مقامی باشندے آباد تھے۔ اپنے اپنے قبیلہ کے رسم و رواج کے پابند تھے۔ جنگلوں میں جو کچھ ملتا اسے کھا کر اپنی بھوک مٹاتے۔ بیاہ شادی اور موت کی رسومات بھی ان میں تھیں۔ باوجود آزاد رہنے کے اپنے سرداروں اور بڑوں کا احترام کرتے تھے۔ خوابیں جن کو ایک حدیث میں نبوت کا چالیسواں حصہ بتایا گیا ہے۔ ان کے لئے رہنمائی کا ذریعہ تھیں ان کو یقین تھا کہ اس کائنات میں ایک برتر ہستی ہے۔ جو ہر چیز سے پہلے موجود تھی۔ جس نے دنیا کو پیدا کیا اور پھر آسمانوں پر چلی گئی۔ اور وہ انہیں خوابوں میں آئندہ کی باتیں بتاتی ہے۔ وہ ہستی سب کی پیدا کرنے والی ہے اور کوئی چیز ازلی ابدی طور پر اسکے ساتھ نہیں ہے۔ یہ لوگ نہ شراب سے آشنا تھے نہ نشوں کے عادی تھے نہ کوئی ایسی جوئے کی لت انہیں تھی۔ ان لوگوں کے مذہبی حالات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور کتاب (Revelation....) کے صفحات ۲۱۷ تا ۲۳۴ میں درج کئے ہیں جو دوسروں کی تحقیق اور اپنے ذاتی مشاہدہ پر مبنی ہیں اور بہت دلچسپ ہیں۔

یوروپین اقوام نے ان سے ان کا ملک چھینا۔ جہاں تک ہو سکا ان کو ختم کیا اور ملک کو اپنے انداز اور مفاد کے مطابق آباد کیا۔ کالوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اسکا جو نتیجہ نکلا ہے اس کی ایک جھلک اس رپوٹ میں دیکھی جا سکتی ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ لکھا ہے کہ ۲۰۰۱ء کے دوران یعنی صرف ایک سال کے عرصہ میں نیو ساؤتھ ویلز آسٹریلیا میں کالوں کی کل آبادی کا پانچواں حصہ عدالتوں میں پیش کیا گیا۔ اس تعداد میں ۲۰ تا ۲۴ سال کے کالے نوجوانوں کی کل آبادی کا چالیس فیصد شامل تھا یعنی نوجوانوں کا حال تو بہت ہی خراب ہے۔ جرائم کا سبب کالوں کا منشیات اور الکحل کی لت میں مبتلا ہونا ہے۔

حکومت ان کو اتنا دیتی ہے کہ بغیر کوئی کام کئے زندگی گزار سکتے ہیں لیکن بے کاری نے انہیں اخلاقی اور سماجی برائیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ جب خرچ پورے نہیں ہوتے تو چوریاں کرتے اور ڈاکے ڈالتے ہیں۔ ان میں وہ سب برائیاں رچ بس گئی ہیں جن میں گورے خود بھی مبتلا ہیں اور ان کے سمجھدار لوگ ان سے تنگ آ چکے ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتے بلکہ شخصی آزادی کے نام پر کھلی چھٹی دینے پر مجبور ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ان طور طریقوں سے تنگ آنے کے باوجود ان کے خلاف کچھ سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اب ان کالوں کی اہلی زندگی برباد ہو چکی ہے اکثر شادی کے بغیر رہتے ہیں نشہ آور اشیا کھا کر بیکار پڑے رہتے ہیں یا اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں۔

❀❀❀❀

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: ریپبلک آف بینن از صفحہ نمبر ۴

۱۷ر دسمبر ۱۹۸۷ء کو تمام تر پابندیاں جماعت احمدیہ سے اٹھالی گئیں اور جماعت کو بینن میں مکمل آزادی دے دی گئی۔ اور جماعت پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ ترقی کی طرف رواں دواں ہوگئی۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی بینن میں آمد

جنوری ۱۹۸۷ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے بنفس نفیس خود بینن کا دورہ کیا اور بینن میں فزکس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے جمعہ کی نماز کوتونو میں اس وقت کی لکڑی کی بنی ہوئی احمدیہ مسجد میں ادا کی اور احباب جماعت کو قیمتی نصائح بھی کیں۔ ڈاکٹر صاحب کی بینن آمد اور احمدیہ جماعت سے وابستگی کے مظاہرے نے احمدیہ جماعت کی ہمتوں میں مزید اضافہ کیا اور دشمنوں کے دلوں میں جماعت کی عزت کی دھاک بٹھادی۔ کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے مکرم ڈاکٹر صاحب کے استقبال کے لئے دارالحکومت کی سب سے بڑی اور مرکزی مسجد کو سجایا گیا تھا مگر آپ نے اس کی بجائے ایک چھوٹی سی احمدیہ مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔

چند ایک ایمان افروز واقعات

❁...... گزشتہ سال کے آخر پر پاکستان سے دوصد کے قریب مولوی صاحبان کو بینن میں احمدیوں کے خلاف ریشہ دوانیوں کی خاطر کویت اور سعودی عرب کی طرف سے بلوایا گیا۔ وہ اپنے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے کے لئے گاؤں گاؤں گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام منصوبوں کو ایسا خاک میں ملایا کہ ان کو پناہ لینے کے لئے بھی جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک گاؤں جس کا نام گوگورو (Gogoro) ہے، میں مولوی صاحبان نے مسجد کی تعمیر شروع کی۔ جماعت کے لوگوں نے بتایا کہ یہ گاؤں احمدیوں کا ہے اور کیا تم لوگ بعد میں ہمیں احمدیوں کے نظام سے وابستہ رہنے پر اعتراض تو نہ کروگے؟ مولوی صاحبان نے چالاکی سے کہا کہ نہیں کوئی بات نہیں اس معاملہ پر بعد میں بات ہوگی مگر پہلے مسجد بنانے دی جائے۔ ابھی مسجد کی چھت باقی تھی کہ ایک روز یہ لوگ آئے اور آکر کہنے لگے کہ ہمارے ہیڈکوارٹر نے پیغام دیا ہے کہ آپ لوگ احمدیت کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے (یعنی احمدی احباب نے) کہا کہ ہمیں تمہاری نیت پہلے سے ہی خراب لگتی تھی۔ اب تم مسجد تو بنا چکے ہو تو ہمیں احمدیت سے ہٹانے کے لئے کہہ رہے ہو، تم اتفاق نہیں منافرت پھیلا رہے ہو۔ اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ اور مسجد کی تعمیر بند کردو کیونکہ تمہاری مسجد اتحاد کا Symbol نہیں ہے۔

❁...... ایک گاؤں جس کا نام Okounfo ہے میں، یہی پاکستانی مُلّاں آئے اور تبلیغ کرنا چاہی مگر گاؤں کے قانون کے مطابق پہلے گاؤں کے چیف سے اجازت لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس پر جب ان لوگوں نے بادشاہ کے پاس جا کر اجازت طلب کی جو پہلے عیسائی تھا مگر احمدیت کی بدولت اسلام قبول کرلیا اور اپنا نام عبدالسلام رکھا تو اس نے دریافت کیا کہ آپ کیا تبلیغ کریں گے؟ مولوی صاحبان نے کہا کہ اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ اس پر بادشاہ نے کہا اچھا کل بات کریں گے، مَیں تمام لوگوں کو اطلاع کردوں گا، اب آپ جا کر مسجد میں آرام کریں۔ مولوی صاحبان نے کہا کہ کونسی مسجد؟ بادشاہ نے کہا کہ آپ کو علم ہے کہ ہمارے ہاں ایک ہی مسجد ہے جو جماعت احمدیہ نے تعمیر کی ہے۔ اس پر مولوی صاحبان کہنے لگے کہ وہ تو کافروں کی مسجد ہے اور ہم آپ کو یہی بتانے آئے تھے کہ ان کافروں سے ہوشیار رہنا۔ بادشاہ اس بات پر سخت غصے میں آگیا اور کہنے لگا کہ تمہیں یہ جرأت ہی کیسے ہوئی کہ تم میرے اور میرے لوگوں کے سامنے احمدیوں کو کافر کہو۔ جب وہ لوگ آئے تو ہم مشرک تھے، عیسائی تھے۔ انہوں نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا اب تم کہتے ہو کہ وہ کافر ہیں۔ تم اسی وقت میرے گاؤں سے نکل جاؤ اور لوگوں سے کہا کہ ان لوگوں کو سڑک تک چھوڑ کر آؤ کہ اب ان کو گاؤں کا کوئی بھی درخت چھاؤں نہ دے۔

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بینین کے دورہ کے دوران مسجد احمدیہ میں نماز ادا کر رہے ہیں

❁...... جمہوریہ نائیجر کے نظام کے مطابق وہاں بادشاہت کی بجائے سلطان مقرر ہوتے ہیں۔ نائیجر کے اس وقت کے سب سے بڑے سلطان ہماری تبلیغ کے ذریعہ بینن تک آئے اور بینن جماعت کا ۱۸واں جلسہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بعدازاں آپ نے مختلف جماعتوں میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مکرم امیر صاحب ان کو خود مختلف جماعتوں تک لے کر گئے۔ بالآخر جلسہ کے بعد ایک روز انہوں نے مکرم امیر صاحب کو بلوایا اور کہا کہ مَیں اس قدر متأثر ہوا ہوں کہ مَیں اب واپس اپنے ملک بغیر بیعت کئے نہیں جانا چاہتا۔ اس واسطے آپ مجھے اجازت دیں کہ مَیں بیعت کرلوں۔ مکرم امیر صاحب نے انہیں دس شرائط بیعت سنائیں جس کے بعد انہوں نے بیعت کرلی۔ الحمدللہ۔ یہ وہی سلطان ہیں جو لندن کے جلسہ میں بھی شریک ہوئے تھے اور جماعت کی انٹرنیشنل ترقی کو خود دیکھا۔

❁...... جمہوریہ ٹوگو کے ایک بڑے ریجن میں جہاں احمدیوں کے خلاف خاص ریشہ دوانیاں جاری رکھی گئیں اور احمدیت کو ختم کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش مخالفین کی طرف سے جاری رکھی گئیں اور یہاں کے گورنر گاہے بہ گاہے احمدیوں کو بلواتے رہتے تھے تاکہ ان معاملات کو طے کرسکیں جو غیروں کی طرف سے بعض اوقات ناخوشگوار ماحول پیدا کردیتے تھے۔ ایک مرتبہ گورنر نے احمدی مبلغ کو بلوایا اور دیگر مولوی صاحبان کو بھی اکٹھا کیا اور کہا کہ تم دونوں مجھے اپنے اپنے اسلام سے آگاہ کرو۔ جب دونوں اپنی اپنی بات ختم کر چکے تو گورنر نے احمدی مبلغ سے کہا کہ مجھے تمہاری تمام تشریح پسند آئی ہے اور اس میں سچائی لگتی ہے۔ مجھے کچھ کتابیں دو کہ مَیں احمدیت کو پڑھ سکوں۔ انہیں کتابیں مہیا کی گئیں جو انہوں نے پڑھیں اور بعدازاں مبلغ صاحب کو بلا کر کہا کہ تمہاری ایک کتاب میں مَیں نے پڑھا ہے کہ احمدی بننے کے لئے ایک فارم پُر کرنا ہوتا ہے۔ یہ فارم کونسا ہے۔ جب ان کو دس شرائط بیعت اور بیعت فارم دیا تو تین ہفتے کے بعد گورنر نے کہا کہ تم میری بیعت لے لو کیونکہ اس سے اچھا طریق اسلام پر عمل کرنے کا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

❁...... ایک گاؤں جو بینن کے شمال میں واقع ہے یعنی Okounfo، وہاں ایک شخص عبدالرحمٰن اکیلا مسلمان تھا اور سارا گاؤں غیر مسلم تھا۔ وہ اکیلا ہی اذان کہتا، اقامت کہتا اور خود ہی کھڑے ہوکر نماز ادا کرتا اور دعائیں کرتا کہ اے اللہ اس پانچ ہزار کی بستی میں مَیں اکیلا ہی مسلمان ہوں تو مجھے میرے ساتھی عطا کر۔ ایک روز احمدی معلمین یہاں اس گاؤں میں بھی اپنی تبلیغ مہم میں آگئے۔ اور تبلیغ شروع کی۔ گاؤں کے پادری صاحبان نہیں چاہتے تھے کہ اسلام ان کے گاؤں میں آئے اور چونکہ بادشاہ اور گاؤں کا چیف خود عیسائی تھا اس لئے انہوں نے بڑے زور سے مخالفت کی۔ اور ان کو مارنے کی دھمکی تک دی۔ معلمین نے ہمت نہ ہاری اور پولیس وغیرہ کی مدد سے اپنی تبلیغ جاری رکھی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک روز بادشاہ نے فیصلہ کیا کہ مَیں سچ یا جھوٹ جاننے کی غرض سے احمدیوں کو ضرور سنوں گا۔ اس پر اس نے احمدی احباب کو اکٹھا کیا اور تبلیغ کرنے کو کہا۔ اس تبلیغ کو سن کر بادشاہ کی دنیا ہی پلٹ گئی اور بادشاہ نے اسی وقت اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اپنا نام تبدیل کر کے عبدالسلام رکھ لیا۔ بادشاہ کے ہمراہ اس کے سارے گاؤں کے پانچ ہزار نفوس بھی احمدی ہوگئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی دعاؤں کو سنا اور احمدیت کے طفیل اب یہ سارا گاؤں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آگیا ہے۔

❁...... جہاں احمدیت کی تبلیغ سے لوگ حقیقی اسلام سے روشناس ہو رہے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ مخالف دلوں کو بدلتا بھی ہے اور شریر دلوں کو ان کے انجام تک بھی پہنچاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بینن کے نیشنل ٹی وی پر مسلمانوں کے لئے مخصوص وقت رکھا گیا ہے کہ وہ اس وقت میں اپنے پروگرام پیش کریں۔ جب احمدیوں نے اس بارہ میں رابطہ کیا تو وزیر مواصلات نے ہمیں بلوایا اور کہا کہ آپ ان مسلمان رہنماؤں کے ساتھ مل کر اس معاملے کو حل کریں اور وقت بانٹ لیں۔ اس پر غیر مسلم کمیونٹی کے مولویوں نے کہا کہ ہم احمدیوں کو ہرگز پروگرام پیش کرنے کی اجازت نہیں دیں گے، نہ ریڈیو اور نہ ٹی وی پر۔ اس پر مکرم امیر صاحب نے کہا کہ تم لوگ بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ خدا کی قدرت کہ دو ماہ کے عرصہ کے اندر ہی اس کمیونٹی کے سب سے بڑے امام کی اچانک وفات ہوگئی اور اس عرصہ میں ان کے بیٹے کی بھی وفات ہوگئی اور ان لوگوں نے اپنی سب سے بڑی مسجد میں نئی امامت کے لئے جھگڑا شروع کردیا۔

ادھر جو نیا امام بنا اس نے ایک دفعہ پھر ہمیں تنگ کرنا شروع کردیا اور ہمارے پروگراموں کو پیش کرنے سے روکا۔ خدا کی قدرت ایک مرتبہ پھر حرکت میں آئی اور ہوا یوں کہ ایک ٹی وی پروگرام میں وہ سوالوں کے جواب دے رہا تھا کہ اسلام میں زنا کی سزا کوڑے ہیں۔ شاملین میں سے کسی نے سوال کیا کہ آج بھی کیا یہ ممکن ہے کہ ایسی سزا دی جائے؟ اس نے کہا بالکل نہیں کیونکہ آج اسلام کا یہ حکم عملاً ممکن نہیں۔ اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ ہر کس و ناکس نے اس مولوی کی مخالفت کی اور کہا کہ اس امام کو تو اسلام کے زیر زبر کا بھی علم نہیں۔ اس کے بعد ٹی وی حکام نے ازخود جماعت سے رابطہ کیا اور ہمیں اپنے پروگرام پیش کرنے کی اجازت اور درخواست دی۔ اب اللہ کے فضل سے جماعت کے پروگرام پیش ہوتے ہیں۔ خصوصاً رمضان میں تو جماعت کے پروگراموں کو ٹی وی پر بہت پسند کیا جانے لگا۔

❁...... شعبہ صحت کے میدان میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنی غیر معمولی تائید و نصرت کے کرشمے دکھائے۔ ایک عورت اپنی بچی کو رات ایک بجے احمدیہ ہسپتال میں لائی۔ اسے تشنج کے دورے پڑتے تھے۔ اس کا ہر ممکن علاج کیا گیا اور پھر بقیہ علاج کے لئے بڑے ہسپتال میں بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کی والدہ نے کہا کہ مَیں مسافر ہوں اور میرے پاس کوئی پیسہ بھی نہیں ہے، جو تھا وہ بچی پر لگا دیا ہے میں بڑے ہسپتال کیسے لے کر جاؤں۔ چنانچہ ہمارے احمدی ڈاکٹر مکرم عبدالوحید صاحب نے تمام ضروری ادویات اور علاج کے بعد دعا کی کہ اے خدا اس بے سہارا عورت کا تو خود سہارا بن جا ہم تو جو کر سکتے تھے کرلیا ہے۔ دعا کے صرف چند منٹ بعد ہی بچی ہوش میں آگئی۔ علاج مزید جاری رکھا گیا ہے صبح سات بجے بچی خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہو چکی تھی اور ماں کا دودھ پی رہی تھی۔ اس طرح آٹھ ایسی عورتوں کا کامیاب ہومیو پیتھی علاج کیا گیا جن کے ہاں بچہ نہیں ہوتا تھا اور وہ ہر طرف سے علاج کروا کر مایوس ہو چکی تھیں۔ اللہ کے فضل سے وہ اب بچوں کے ساتھ زندگی گزار رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی تائید و نصرت اسی طرح ہمارے ساتھ رہے اور ہمارے حوصلے اور ہمتیں بندھاتی رہے اور ہر آن اپنے فضل اور کرم کے نئے نئے کرشمے دکھاتی رہے۔ آمین

❁❁❁❁❁

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

بتاریخ ۳۰/مارچ ۱۹۸۶ء

(تیسری اور آخری قسط)

قسط نمبر ایک اور دو کے لئے دیکھیں
الفضل انٹرنیشنل ۹/جنوری ۲۰۰۴ء اور
۱۶/جنوری ۲۰۰۴ء جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۲ اور ۳

سوال: احمدی حضرات کسی مسلمان کے ہاں جا کر کسی کی وفات پر فاتحہ خوانی کیوں نہیں کرتے؟

جواب: حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ احمدی مسلمان ہر مسلمان کی وفات پر اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ ان کے گھر جاتے ہیں ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کی جن کی میں بات کر رہا ہوں غیر احمدی مسلمانوں کی، ان کی قبروں پر دعا کرتے ہیں اور ایک ادنیٰ سا بھی فتویٰ جماعت احمدیہ کا اس کے خلاف نہیں ہے۔ بالکل جھوٹا الزام ہے۔ فاتحہ خوانی جس کو آپ کہتے ہیں، ہمیں اس فاتحہ خوانی کے لفظ سے اختلاف ہے۔ فاتحہ خوانی کی اصطلاح آنحضرت ﷺ یا خلفاء راشدین کے زمانے میں نہیں ملتی۔ ایک بھی قرآن کی آیت یا حدیث آپ نہیں پیش کر سکتے جس سے یہ ثابت ہو کہ قرون اولیٰ کے مسلمان دوسروں کے گھر جا کر، جس کے ہاں وفات ہوئی ہو یوں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ ایک حدیث دکھائیے جس سے یہ پتہ چل جائے کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے موقع پر کسی صحابی نے فاتحہ خوانی کی ہو۔ ہم آپ کو صرف یہ سمجھاتے ہیں کہ اسلام میں نئی رسمیں نہ چلائیں، ہمیں حضور اکرم ﷺ کا دین کافی ہے اسلام وہی حسین اسلام ہے جو سنّت سے ثابت ہو۔ اس سے جب باہر قدم رکھیں گے تو رسم و رواج میں پڑ جائیں گے۔

سائل نے اس پر بحث اٹھائی کہ ہمارے بزرگ فاتحہ خوانی کرتے تھے تو اس میں نقص کیا ہے کیا ہمارے بزرگ غلط تھے؟ کیا یہ رسم ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:۔ ہر وہ چیز جو سنّت نہیں ہے رسم ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے ثابت نہ ہو۔ اس لئے رسمیں اچھی بھی ہوسکتی ہیں بُری بھی ہوسکتی ہیں۔ مگر سنّت نہیں بن سکتیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ہندوستان میں مسلمان بزرگ تشریف لائے، یہاں بے انتہا جہالت تھی، ہندو مذہب کی وجہ سے بدرسوم بے حد جاری تھیں اور زبان کے اختلاف اور دوسرے مسائل کی وجہ سے۔ وہ کسی بہانے ان کو کم سے کم دینی تعلیم دینا چاہتے تھے اس وجہ سے کئی چیزیں شروع میں نیک نیتی سے داخل ہوئیں جو بعد میں رسمیں بن گئیں۔ مثلاً سورہ فاتحہ کو سکھانا اور فاتحہ کو بطور دعا کے پڑھانا۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح انہوں نے شروع کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا ہوگا۔ سورہ فاتحہ چونکہ کامل دعا ہے یہ تھوڑی سی دعا تم سیکھ لو زیادہ عربی تمہیں نہیں آتی یہ پڑھ لیا کرو۔ ہر جگہ کام آئے گی۔ چنانچہ کم علمی کی بناء پر شروع میں ہندوؤں کی تعلیم اور تربیت کی خاطر ہمارے صوفیاء اور بزرگوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ جب اسلام زیادہ پھیل گیا جب اسلامی تعلیم عام اور روشن ہوگئی تو ضروری تھا ان کو سنّت کی طرف واپس لے جاتے اور یہی کوشش ہم کر رہے ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں کر رہے۔ اب چالیسواں ہے، گیارھویں ہے، شیرینیاں بٹتی ہیں وفات کے بعد، کھیریں تقسیم کرتے ہیں کھانے دیتے ہیں اتنے جھگڑے ہیں جن کا کوئی وجود قرون اولیٰ کے اسلام میں نہیں ملتا۔ اب یہ تو جذباتی بات ہے کہ ہمارے بزرگ غلط کہتے ہیں۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے قرآن کریم بار بار کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مخالف ان کو یہ کہا کرتے تھے، کہ اچھا پھر ہمارے بزرگ غلط تھے۔ قرآن فرماتا ہے کیوں غلط نہیں ہو سکتے تمہارے بزرگ۔ صرف وہی غلط نہیں جس پر الہام نازل ہوتا ہے۔ اصل میں صرف وہی درست ہوتا ہے جس کو خدا روشنی عطا فرماتا ہے۔ تو اس میں اختلاف کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ میں تو آپ کو یہ پیغام دیتا ہوں، جماعت احمدیہ یہ پیغام دیتی ہے کہ سنّت کافی ہونی چاہئے ہمارے لئے کیونکہ سنّت میں مذہب کی تکمیل ہوگئی۔ حسن کامل میں نہ اضافہ ہوسکتا ہے نہ اس میں کمی ہوسکتی ہے۔ اس لئے بعد کی رسموں نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے۔ اسلام سے رفتہ رفتہ ہم لوگ دور اس لئے ہٹے ہیں کہ بعد میں جو رسمیں جاری کی گئیں خواہ نیک نیتی سے کی تھیں، ہم ان کو خالی برتنوں کی طرح پکڑ کر بیٹھے ہیں اس لئے رسم و رواج سے باہر نکلیں، سنّت کو قائم کریں، قرون اولیٰ کے اسلام کی طرف واپس جائیں۔ بیاہ شادی میں سادگی کریں، موت اور تدفین میں سادگی کریں۔ یہ سارے بوجھ آپ کے اتر جائیں گے جو ہمارے اوپر بلاوجہ پڑے ہوئے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی سنّت یہ تھی کہ نماز جنازہ پڑھتے تھے اور دعا کرتے تھے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے تھے ہم بھی یہی کرتے ہیں۔ اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

سائل نے کہا کہ فاتحہ خوانی تو دعا ہی ہے۔ حضور نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: فاتحہ کی دعا معنیٰ خیز چیز ہے۔ دعا دل میں حرکت ہو تو قبول ہوتی ہے۔ کوئی رسم تو نہیں دعا۔ فاتحہ کا معنیٰ آنا چاہئے انسان سوچ کر اللہ تعالیٰ کی صفات میں ڈوب کر اس سے (ایّاک نعبد و ایّاک نستعین) کی التجا کرے یہ دعا ہے۔ اس پہلو سے فاتحہ پڑھنا دعا کے طور پر ہرگز منع نہیں لیکن جو رسم بنی ہوئی ہے کہ ضرور پڑھو اور دیکھا دیکھی پڑھو۔۔۔ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے کوئی سند نہیں اس کی اسلام میں۔ یہ تو اسلام کے ساتھ تمسخر ہے۔ اس لئے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں ناراض ہونے کی بجائے آپ اپنی اصلاح کریں۔ اُس دین میں حرج کیا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے عملاً کر کے دکھایا تھا۔ وہ کیوں کافی نہیں ہمارے لئے؟ کافی ہونا چاہئے۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ
از صفحہ ۱۶

ہیں جبکہ ہمارا رہنا، سہنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا غرض ہر فعل اپنی ہی خواہش کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ خدا کے۔ عمل تو دور کی بات، ہمیں معلوم تک نہیں کہ ہمارا مذہب زندگی کے کس موقع پر کیا حکم دیتا ہے۔ مذہب سے دوری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ مذہب خاص موقعوں کے لئے محدود ہو کر رہ گیا ہے، مذہبی تعلیم سے ہمیں خصوصی ''چڑ'' ہے۔ مدارس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مُلّا کا لفظ گرتے گرتے گالی بن چکا ہے۔ مدرسوں اور مساجد سے جتنی دوری بڑھتی گئی اسی حساب سے ہم دوسری قوموں کے غلام بنتے گئے۔ تعلیمی اداروں میں ''دین'' کو شجرہ ممنوعہ بنا لیا گیا۔ بس ''برکت'' کے لئے دو چار سطر نصاب میں شامل کر لیا جسے طالبعلم نمبر بڑھانے کے لئے ہی پڑھتا ہے۔ خدانخواستہ ''نمبر'' کم ہونے کا خدشہ نہ ہو تو وہ اس کے قریب بھی نہ جائے۔ کس قدر باغی ہوگئے ہم خدا سے۔ بس یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ہمیں پستی کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا ہے''۔

سبحان اللہ! ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ اسمبلی حقانیت احمدیت پر کتنا زبردست نشان ہے کہ وہی مُلّا جنہوں نے ۷۲ فرقوں کو مسلمان اور عاشق رسول احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر بزعم خویش ''اجماع'' کر کے ملک بھر میں چراغاں کئے تھے آج اپنے قول و عمل سے کھلم کھلا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کو کہ آخری زمانہ میں ۷۲ فرقے جہنمی اور ایک سچا مسلمان ہوگا ردّی کی ٹوکری میں پھینک کر شدید غلطی کی ہے۔

کیونکہ جن ۷۲ فرقوں کو ہم نے مسلمان سمجھا تھا وہ تو غیر مسلم ہیں اور رسول اللہ ہی کے نہیں خدا کے بھی باغی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

❁❁❁❁❁

watch MTA live
audio and video broadcast
❁❁❁
Weekly sermons
in Urdu / English
❁❁❁
Questions & Answers
and much much more
❁❁❁
Now you can buy
Ahmadiyya Islamic Books,
Audio / Video on line
using
Master Card or Visa
❁❁❁
Visit our official website
www.alislam.org

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ الفرقان کی آیت ۶۴ کی تلاوت کی اور ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عاجزی وانکساری ایک ایسا خلق ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو اختلاف عقیدہ کے باوجود ماحول میں لوگ آپ کے گرویدہ ہو جائیں گے۔ تاریخ انسانیت میں ہمیں سب سے زیادہ عاجزی آنحضرت ﷺ کی ذات میں نظر آتی ہے۔ باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپؐ نے یہودی کی شکایت پر مسلمانوں کو فرمایا کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو۔ یہ حسن خلق آپؐ میں اس لئے تھا کہ آپ شرعی کتاب لائے تھے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔ یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں ختم کر دیتے ہیں۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ انکساری اس حد تک اختیار کرو کہ تم میں کوئی فخر نہ کرے۔ مَیں سید ولد آدم ہوں لیکن اس میں کوئی فخر نہیں۔ جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے اور اسے علّیین میں جگہ دے گا اور جس نے تکبر کیا اللہ اسے گرا دے گا اور اسے اسفل السافلین میں پہنچا دے گا۔ عاجزی اختیار کرو اللہ تعالیٰ عاجزوں کو پسند کرتا ہے اور تکبر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔ تواضع اختیار کرو اللہ تعالیٰ رفعتیں عطا کرے گا۔ جو اپنے بھائی کا جھوٹا پیتا ہے یہ بھی تواضع میں شامل ہے۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ سے بڑھ کر کوئی حسین اخلاق والا نہیں تھا۔ جب بھی کسی نے آپؐ کو بلایا آپؐ نے فرمایا مَیں حاضر ہوں۔ حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہؓ کو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی جانوں کی حفاظت کرو، مَیں تم کو نہیں بچا سکتا۔ مجھے بھی خدا کی رحمت ہی جنت میں لے کر جائے گی۔ آپؐ انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ اللہ کے حضور دعائیں مانگا کرتے تھے اور فرماتے کہ اے اللہ مَیں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں انکساری نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شرک سے بڑھ کر تکبر جیسی کوئی بلا نہیں ہے۔ اگر خدا کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دلوں میں تلاش کرو۔ بڑی قوم چھوٹی پر ہنسی نہ کرے، نہ یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ قوم کا سوال نہیں کرے گا بلکہ اعمال کا کرے گا۔ مومن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر پر تمام احباب جماعت کو نئے سال کی مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کرے کہ ہمیشہ کی طرح یہ سال بھی ہمارے لئے کامیابیاں لے کر آئے اور پہلے سے بڑھ کر کامیابیاں ہمیں دکھائے۔ آمین

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

۱۵ویں صدی ہجری اور ۲۱ویں صدی عیسوی کے سر آغاز رونما ہونے والے

دو معنی خیز واقعات

(مسعود احمد خان دہلوی۔ ربوہ)

جیسا کہ مشرق و مغرب کے کروڑوں احمدی احباب اور اسلام کی ترقی اور اس کے ازسرنو عروج میں دلچسپی رکھنے والے ان کے دیگر دوستوں کو MTA (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل) اور ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے ذریعہ یہ تفصیلی اطلاع مل چکی ہے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳؍اکتوبر ۲۰۰۳ء مطابق ۶ شعبان ۱۴۲۴ ہجری بروز جمعۃ المبارک لندن شہر کے مشہور علاقے مورڈن (Morden) میں یورپ کی سر دست سب سے بڑی ''مسجد بیت الفتوح'' کا افتتاح اپنے پر معارف خطبہ جمعہ کے ذریعہ دلوں پر خاص اثر کرنے والے نہایت روح پرور ماحول میں فرمایا اور اس طرح خود برطانیہ کے قرب و جوار اور دور دور کے علاقوں سے آئے ہوئے ہزاروں احمدی احباب کے علاوہ مشرق و مغرب کے چالیس ملکوں کے نمائندہ وفود نے اس نئی مسجد میں حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں پہلی یعنی افتتاحی نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یورپ کی اس سب سے بڑی مسجد کا افتتاح اور وہ بھی اکیسویں صدی عیسوی کے سر آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدائی حکم کے مطابق وضع اور جاری کردہ شاہراہِ غلبہ اسلام کا ایک ایسا انقلاب انگیز موڑ ہے جو اپنے جلو میں اسلام کو دنیا بھر میں ملنے والی عظیم الشان فتوحات کی نوید لئے ہوئے ہے۔

قبل اس کے کہ لندن کے علاقہ مورڈن میں تعمیر کی گئی یورپ کی سب سے بڑی 'مسجد بیت الفتوح' کی سوز وگداز اور کیف و سرور سے پر افتتاحی تقریب کی کچھ تفصیلات بیان کی جائیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت مبارکہ کے وقت سے عالمگیر غلبہ اسلام کی جاری و ساری مہم کے سلسلہ میں پندرھویں صدی ہجری اور اکیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں رونما ہونے والے دو انتہائی اہم اور انقلاب انگیز و حیرت خیز واقعات کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ ان دونوں واقعات میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے اور یہ گہری مماثلت اسلام کے روشن مستقبل پر روشنی ڈالنے اور ہمیں ہماری گرانبار ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرنے والی ہے۔ مزید براں یہ مماثلت اس حقیقت کو بھی آشکار کرنے والی ہے کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی پہلی صدی جو زیادہ تر چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی کے ملے جلے زمانہ پر مشتمل تھی موعودہ عالمگیر غلبہ اسلام کے ضمن میں تیاری اور اہتمام و انصرام کی صدی تھی اور دوسری صدی (جو بیشتر پندرھویں صدی ہجری اور اکیسویں صدی عیسوی کے ملے جلے زمانہ پر مشتمل ہوگی اور جس میں ہم داخل ہو چکے ہیں) پہلی صدی کی عالمگیر سطح پر کی جانے والی تیاریوں کے نتیجہ خیز ہونے پر غیر معمولی ترقیات پر منتج ہوتی چلی جائے گی جن کے نتیجہ میں عالمگیر غلبہ اسلام کی قریب آنے والی منزل تیزی سے قریب سے قریب تر آتی چلی جائے گی حتیٰ کہ دنیا محو حیرت ہوئے بغیر نہ رہے گی۔

پہلا انقلاب انگیز واقعہ

جہاں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۳ء میں پہلا مبلغ اسلام انگلستان بھیج کر یورپ میں پہلا مشن قائم کرنے کی ابتداء کی اور پھر سیدنا حضرت مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے یورپ کے متعدد ممالک نیز امریکہ، چین، جاپان، انڈونیشیا، ملائشیا اور ماریشس وغیرہ جزائر اور افریقہ کے بیشتر ممالک میں مبلغین روانہ کر کے وہاں نہ صرف اسلام کے تبلیغی مشن قائم کئے بلکہ آپ ؓ کی موعودہ اولوالعزمی کی وجہ سے ان سب ممالک میں بہت مضبوط اور فعّال جماعتوں کا قیام عمل میں آیا حتیٰ کہ مخالفین احمدیت جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اس حیرت انگیز ترقی پر حیران ہوئے بغیر نہ رہے اور بہت سوں نے تو دل کھول کر خراج عقیدت بھی پیش کیا۔ مخالفتوں کے طوفان اٹھتے اور آندھیاں بھی چلتی رہیں لیکن جماعت احمدیہ کی کشتی ان طوفانوں کا منہ پھیر کر اور آندھیوں کا مردانہ وار سامنا کر کے آگے سے آگے ہی بڑھتی چلی گئی۔

اس کے بعد سیّدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایم۔اے (آکسن) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت میں یورپ، امریکہ، کینیڈا اور افریقی ممالک کے متعدد دورے کر کے اشاعت اسلام کے ضمن میں وہاں نئی مسجدوں کی تعمیر اور نئے تبلیغی مشنوں کے قیام نیز بالخصوص افریقہ کے متعدد ممالک میں احمدیہ ہائر سیکنڈری سکولوں اور بڑے بڑے ہسپتالوں کے وسیع پیمانے پر قیام اور ان کے بہتر سے بہتر انتظام و انصرام کے ذریعہ افریقی عوام کی مادی و روحانی فلاح و بہبود کے عظیم الشان کارنامے سر انجام دئے اور اشاعت قرآن کے ضمن میں ایسے ایسے پروگرام نافذ کئے کہ ہر شخص کے لئے انگریزی ترجمہ قرآن مع عربی متن کا ایک نسخہ حاصل کر کے اس کا مطالعہ کرنا آسان ہوگیا۔

آپ اشاعت اسلام کے کام بڑی سرگرمی سے انجام دے رہے تھے کہ آپ نے محسوس کیا کہ چودھویں صدی ہجری اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے انشاء اللہ العزیز پندرھویں صدی ہجری عالمگیر غلبہ اسلام کے ضمن میں عظیم الشان کامیابیوں کی صدی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توجہ علی الخصوص سپین کی طرف مبذول کرائی جو صدیوں تک اسلام کے زیر نگیں رہا تھا اس نے اسلام کے بڑے بڑے علماء و فضلاء پیدا کئے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے محترم مولوی کرم الٰہی ظفر صاحب کو بھیج کر وہاں مشن قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن سپین میں مذہبی آزادی نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ مشن تو قائم نہ ہوسکا۔ انہوں نے وہاں عطر فروش کی حیثیت سے کام شروع کیا وہ مجمع لگا کر عطر فروخت کرتے اور ساتھ کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا فریضہ بھی انجام دیتے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے وہاں ایک مسجد تعمیر کرنے کا عزم کیا تا کہ باقاعدہ اسلام کا ایک مرکز قائم ہونے سے سپین میں دوبارہ اسلام کے نفوذ کی راہ ہموار ہو سکے۔ آپ اس کوشش میں رہے کہ وہاں مسجد تعمیر کرنے کے لئے زمین کی خرید ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول فرمائیں اور وہاں جمہوریت بحال ہونے سے مذہبی آزادی کی راہ ہموار ہوئی۔ آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد کے لئے زمین خریدنے کی کوششیں تیز کر دیں اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سپین کے مشہور شہر قرطبہ سے ۳۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر پیدرو آباد قصبہ سے متصل ۱۵ کنال کا ایک قطعہ زمین جو ایک شاہراہ پر لب سڑک واقع تھا خریدنے میں آپ کو کامیابی نصیب ہوگئی۔ آپ نے چودھویں صدی ہجری کے آخری سال اسپین تشریف لے جا کر وہاں ۲۸؍ ذیقعدہ ۱۴۰۰ ہجری مطابق ۹؍اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات سب سے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ سپین میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے نقطہ نگاہ سے بہت ہی اہم اور تاریخی دن تھا۔ اس انقلاب انگیز واقعہ کا احوال نامہ نگار کی زبانی سنئے اس نے لکھا:۔

''اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں ۹؍اکتوبر ۱۹۸۰ء (مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۴۰۰ ہجری) کا دن انتہائی برکتوں، انتہائی خوشیوں اور انتہائی مسرتوں سے معمور دن تھا جبکہ حضرت مہدی علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ اور مقدس نافلہ سیّدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد (ایم۔اے۔آکسن) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دردمندانہ اور عاجزانہ دعاؤں کے پر کیف ماحول میں اسلامی عظمت رفتہ کے شہر قرطبہ سے ۳۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر قصبہ پیدرو آباد (Pedro Abad) میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسپین میں سات سو چوالیس سال کے بعد یہ سب سے پہلی مسجد ہے جس کی تعمیر کی سعادت جماعت احمدیہ کو حاصل ہو رہی ہے تا خدائے واحد کی توحید پھر اس زمین پر پھیلے اور ہسپانوی قوم ایک دفعہ پھر توحید کے نور سے منور ہو کر فخر الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی غلامی اختیار کر کے سلامتی اور امن کی زندگی بسر کر سکے۔'' (دورہ مغرب صفحہ ۵۲۸)

مسجد کی بنیاد رکھنے کی غرض سے ہوٹل پیدرو آباد روانگی سے قبل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مبلّغ اسپین محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر سے فرمایا:۔ ''خوش ہو، آج عید کا دن ہے۔''

(دورہ مغرب صفحہ ۵۲۹)

اس سے حضورؒ کی مراد اسپین میں پہلی مسجد کی سنگ بنیاد رکھے جانے سے ہی نہیں تھی، بے شک سنگ بنیاد کا رکھا جانا بھی خوشی ہی نہیں بے انتہا خوشی کا موجب تھا لیکن اصل خوشی جس کی وجہ سے حضورؒ نے اس دن کو عید قرار دیا اس بات کی تھی کہ اس مسجد کی تعمیر سے آئندہ فتح عظیم کا دروازہ کھلنے والا تھا اور اسپین ہی نہیں پورے یورپ میں اسلام کے غالب آنے کی راہ ہموار ہونے والی تھی کیونکہ جماعت احمدیہ کی اصل خوشی اور حقیقی عید تو اسلام کے عالمگیر غلبہ کے ساتھ وابستہ ہے جبھی تو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس اصل خوشی اور عید سے آگاہ کرتے ہوئے الہاماً فرمایا:۔

''اَلْعِیْدُ الْاٰخِرَ مِنْہُ فَتْحًا عَظِیْمًا۔'' یعنی ایک اور عید آنے والی ہے جس کے ذریعہ فتح عظیم ظاہر ہوگی۔ (تذکرہ طبع سوم ۶۹۴)

سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھے جانے کا دن ایک ایسا ہی عید کا دن تھا جس کے ذریعہ اسپین ہی نہیں پورے یورپ میں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کی فتح عظیم کا دروازہ کھلنا مقدر تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے سپین میں تعمیر ہونے والی مسجد کا نام ''مسجد بشارت'' رکھوایا کیونکہ اس نے عظیم الشان روحانی فتوحات کی بشارت دینے والی مسجد ثابت ہونا تھا۔

گویا پندرھویں صدی ہجری کے اوائل ہی میں جبکہ ۲۱ویں صدی عیسوی کے شروع ہونے میں صرف بیس سال رہ گئے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اسلامی اسپین کی عظمت رفتہ کے ساڑھے سات سو سال بعد وہاں مذہبی آزادی بحال ہوتے ہی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھ کر دنیا کو چونکا دیا۔ وہاں کے صاحب فہم لوگوں کی نگاہ میں یہ صرف ایک مسجد کی ہی بنیاد نہ تھی بلکہ اسلام کے اسپین میں دوبارہ داخل ہونے اور غالب آنے کی ایک ابتدائی جھلک تھی۔ اس حقیقت کا اظہار پیدرو آباد کے میئر کے تأثرات سے بھی ہوتا ہے۔ انہوں نے پہلی مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد مبلغ اسپین سے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''یہ ایک بہت اہم اور بڑا واقعہ ہے بالخصوص اس لئے کہ حال ہی میں اسپین کی گورنمنٹ نے مذہبی آزادی کا اعلان کیا ہے اور آپ لوگوں نے (یعنی جماعت احمدیہ نے) سب سے پہلے فائدہ اٹھایا ہے۔''

(دورہ مغرب صفحہ ۵۴۸)

شاعروں کی زبان میں دوسروں نے کوتاہ دستی یعنی دُوں ہمتی کا مظاہرہ کیا جبکہ جماعت احمدیہ نے سب پر بازی لے جا کر اور پہل کر کے اسپین کو روحانی طور پر فتح کرنے کا آغاز کر دکھایا۔ بقول شاعر ؎

یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

یہ بزمِ مے شراب طہور کے متوالوں کی بزم تھی اور وہ اسلام کے غلبہ کے لئے ہر قربانی گزشتہ ایک صدی سے دیتے چلے آرہے تھے اور آئندہ بھی خلافت حقہ اسلامیہ کیساتھ دلی طور پر وابستہ رہتے ہوئے اس عزم سے پُر تھے کہ وہ اس راہ میں ہر قربانی دینے کے لئے ہر دم اور لحظہ تیار رہیں گے۔ اسی لئے انہوں نے آگے بڑھ کر سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد سب سے پہلی مسجد بنانے کی خاطر ہر قربانی دینے کا عزم باندھا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑے۔

مسجد بشارت کا خود اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے بنوائے ہوئے نقشہ کے مطابق مسجد کی باقاعدہ تعمیر شروع کرادی۔ نقشہ میں اس امر کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ اس کے منارے چھوٹے ہونے کے باوجود ہوں قادیان میں تعمیر شدہ منارۃ المسیح کی پوری کاپی اور محرابیں مراکشی طرز تعمیر سے مطابقت رکھتی ہوں جس کی مثالیں سپین میں وقت اور زمانہ کی دست برد سے بچی ہوئی اسلام کی عظمت رفتہ کے دور کی بچی کچھی عمارتوں میں آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ ۱۴۰۲ ہجری مطابق ۱۹۸۲ء کی پہلی سہ ماہی میں جب مسجد بشارت کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس سال کی دوسری سہ ماہی میں حضورؒ نے یورپ کے دورہ پر روانہ ہونے کی تیاری شروع کردی تاکہ آپ اسپین تشریف لے جاکر وہاں مسجد بشارت کا افتتاح فرمائیں اور اس طرح یورپ میں قلوب انسانی جیتنے کے نتیجہ میں اسلام کی اصل حقیقی فتوحات کا دور شروع ہوسکے۔ لیکن اسلام کی ان فتوحات کے بتدریج منصۂ شہود پر لانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور تھا۔ چنانچہ مقدرات الٰہیہ کے مطابق ۹/ جون ۱۹۸۲ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا وصال ہوگیا اور آپ کے بعد سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بطور خلیفۃ المسیح الرابع سریر آرائے خلافت ہوئے اور آپ نے اسپین تشریف لے جاکر ۲۱ ذیقعدہ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک ایک بہت پر معارف اور جلالی خطبہ جمعہ کے ذریعہ مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا۔ خطبہ کیا تھا فتح کے نقارہ پر ایک چوٹ تھی جو اس امر کا اعلان کررہی تھی کہ سپین سمیت یورپ میں اسلام کی فتوحات کا دور شروع ہونے والا ہے۔ اسلام کا یورپ پر یہ حملہ بھی روحانی ہوگا اور فتح بھی روحانی۔ اس کا مادی یعنی سیاسی فتح سے جس میں بہت کچھ خون خرابہ ہوتا ہے کوئی تعلق نہ ہوگا بلکہ اسلام کا صلح آشتی کا پیغام گھر گھر پہنچے گا جو دلوں پر فتح پا کر محبت اور آشتی کی فضا میں اسلام کو وہاں غالب کرے گا۔ چنانچہ جہاں آپ نے غلبہ اسلام کے ضمن میں اور بہت سے عظیم الشان کام کئے وہاں مسلم ٹیلیوژن احمدیہ (ایم ٹی اے) کا آفاق گیر نظام قائم کر کے واقعی کرہ ارض کے ہر چہار طرف اسلام کی اشاعت کا ایسا نظام قائم فرمایا کہ دنیا ورطہء حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی۔ بعد میں رونما ہونے والے واقعات نے اس امر کی تصدیق کردی کہ خدا تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگھم کی طرح بیسویں اور اکیسویں صدی کے سنگھم پر بھی جس میں بیس بائیس سال سے زائد کا فاصلہ نہیں تھا ایک اور انقلاب انگیز واقعہ رونما ہو اور اس کے بعد اسلام کی عالمگیر فتوحات منصۂ شہود پر آتی چلی جائیں۔

دوسرا انقلاب انگیز واقعہ

دوسرا انقلاب انگیز واقعہ جس نے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کر کے ساری دنیا کی قسمت بدلنے کا ایک اہم ذریعہ بننا تھا اس کا خلافت رابعہ میں رونما ہونا مقدر تھا۔ وہ انقلاب انگیز واقعہ تبلیغی نقطہ نگاہ سے یورپ کی سب سے بڑی مسجد لندن شہر میں تعمیر کرنے سے تعلق رکھتا تھا۔ لندن شہر کے آباد علاقہ میں کئی ایکڑ زمین کا میسر آجانا ایک معجزہ سے کم نہ تھا۔ خدا نے ایسا معجزہ ظاہر فرمایا کہ جماعت احمدیہ کو اس نے لندن شہر کے رستے بستے گنجان آباد علاقے میں جو کئی اعتبار سے لندن کا ایک اہم علاقہ ہے ایک یا دو کنال نہیں ساڑھے پانچ ایکڑ کے قریب زمین خریدنے اور وہاں ایک نہایت عالیشان مسجد اور تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے بڑے بڑے ہال تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اگرچہ لندن میں ۱۹۲۴ء سے جماعت احمدیہ کی ایک مسجد موجود ہے وہ ہے تو مسجد فضل لندن کے نام سے موسوم لیکن لندن شہر کی پہلی مسجد ہونے کی وجہ سے وہ عرف عام میں مسجد لندن (London Mosque) کے نام سے مشہور ہے اور شہر بھر کے لوگ اسے اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ بعد ازاں مسجد کے احاطہ میں محمود ہال سمیت ایک سہ منزلہ عمارت بھی تعمیر کی گئی لیکن افراد جماعت کی تعداد میں غیر معمولی اضافے نیز سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بحالت مجبوری پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں (یعنی لندن) تشریف لے آنے کی وجہ سے یہ مسجد اور اس سے ملحقہ عمارتیں ضرورت کے بالمقابل بہت ناکافی محسوس ہونے لگیں۔ وہاں سے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی مہم کو پوری مستعدی سے جاری رکھنے میں بہت دقت پیش آرہی تھی۔ مسجد فضل لندن میں صرف ڈیڑھ صد افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ خواتین کے ملحقہ عمارتوں میں نماز جمعہ ادا کرنے کی صورت میں باقی سینکڑوں مرد احباب کو جن کی تعداد بعض اوقات ہزاروں تک جا پہنچتی تھی شدید سردی اور بارش وغیرہ کی حالت میں مسجد کے احاطہ کے اندر کھلی جگہ پر نماز ادا کرنا پڑتی تھی۔ ہر چند کہ جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے لندن سے ۳۵ میل دور ٹلفورڈ کے علاقے میں ایک بہت وسیع رقبہ خرید کر اس کا اسلام آباد نام رکھا جاچکا تھا لیکن اتنی دور ہر ہفتہ لوگوں کا جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے وہاں پہنچنا ممکن نہ تھا اور خود لندن جیسے گنجان آباد شہر میں جو میلوں میل پھیلا ہوا ہے کئی ایکڑ زمین کا میسر آنا کاردارد تھا لیکن خدائے قادر مطلق کے لئے جس نے خود اپنے ہاتھ سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھ کر ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی ذمہ داری اس کے سپرد کی ہے ناممکن کو ممکن کر دکھانا کب مشکل ہے۔ بہرحال حالات کی نامساعدت اپنی جگہ تھی اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اپنے خدائے قادر مطلق پر بھروسہ اور توکل اندر ہی اندر اپنا اثر دکھا رہا تھا لیکن خدائے قادر وعزیز کے عاجز بندے خدا تعالیٰ کے تصرفات سے بے خبر تھے تاہم انہیں یقین تھا کہ مولیٰ کریم اس مشکل کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالے گا۔

لندن کے کئی لحاظ سے اہم علاقے مورڈن کی لنڈن روڈ پر قریباً ساڑھے پانچ ایکڑ رقبہ پر ایکسپریس ڈیئریز کے نام سے دودھ کی ایک ڈیری فارم قائم چلی آرہی تھی۔ غالباً شہر کے پھیلنے اور ڈیئری فارم کے شہری آبادی کے بیچ میں آنے کی وجہ سے یا اپنی کسی کاروباری وجہ سے مالکان کو یہ رقبہ فروخت کرنا پڑا۔ یہ بات جماعت کے علم میں بھی آئی اور اس نے یہ زمین خریدنے کی کوششیں شروع کردیں۔ درمیان میں بہت سی روکیں پیدا ہوئیں لیکن خدا تعالیٰ سب کو درمیان سے اٹھاتا چلا گیا۔ یہ جگہ گائیوں کے مادی دودھ کے جمع ہونے کے لئے استعمال ہوتی تھی خدا تعالیٰ نے اسے آسمان سے اترنے والے دودھ کو محفوظ کرنے کے لئے مختص کردیا تھا اور یہ فیصلہ فرمادیا تھا کہ یہ جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’آسمان سے دودھ اترا ہے، محفوظ رکھو‘‘۔ (تذکرہ طبع سوم صفحہ ۶۱۱) کی مصداق بنے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ تمام روکاوٹوں کو دور کرتا چلا گیا اور بالآخر جماعت نے ۵/۱ ایکڑ سے زائد یہ رقبہ ۱۹۹۶ء میں ۳ء۲ ملین پونڈ میں خرید لیا۔ اس وقت جماعت احمدیہ انگلستان کے امیر محترم جناب آفتاب احمد خاں (مرحوم) تھے اور اس زمین کے حصول میں ان کی کوششوں کو بھی خاصا دخل حاصل تھا۔ حضور نے زمین کی خرید اور نئی مسجد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت کو پانچ ملین پونڈ پیش کرنے کی تحریک فرمائی احباب نے حصہ رسدی چندوں کی صورت میں یہ رقم پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضورؒ کو حسب ضرورت جب اتنی ہی مزید رقم پیش کرنے کی تحریک کرنا پڑی تو احباب یہ مزید رقوم پیش کرنے میں بھی سرخرو رہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹ نومبر ۱۹۹۹ء کو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور آپ نے بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی کے سنگم پر تعمیر ہونے والی اس مسجد کو ’’بیت الفتوح‘‘ کے نام سے موسوم فرمایا۔ جماعت احمدیہ انگلستان کے افراد اللہ تعالیٰ کی اس عطائے خاص پر اس لئے خوش تھے کہ انہوں نے اس کے لئے نہ صرف دل کھول کر رقوم پیش کیں اور کرتے چلے گئے بلکہ اس کی تعمیر کے کاموں میں عملاً حصہ لینے کے لئے اپنی خدمات بھی پیش کیں۔ اس طرح ہر ممکن کام بخوشی انجام دینے کے لئے ہزاروں افراد نے دن رات ایک کر دکھایا اور اپنی انتھک خدمات سے نہایت خوبصورت اور عالیشان مسجد اس کی متعلقہ عمارات، دفاتر کے کمرے اور تین بڑے بڑے وسیع ہال مکمل کرنے میں ماہرین تعمیرات اور تعمیری فنون کے کاریگروں کا ہاتھ بٹانے میں خدمت کی نہایت اعلیٰ مثال پیش کر کے علاقے بھر کے لوگوں اور برطانوی قوم کو چونکا کر رکھ دیا۔

یہ عالیشان مسجد بڑی تیزی سے تعمیراتی مراحل طے کررہی تھی اور جماعت یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ جن کی انتھک مساعی اور دعاؤں کے نتیجہ میں یہ عالی شان مسجد اور اس سے ملحق عمارتی کمپلیکس مکمل ہوا ہے خود اپنے دست مبارک سے اس کا افتتاح فرمائیں گے۔ خدائی مقدرات کے بموجب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء کو رحلت فرما کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے اور آپ کے بعد سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ۳/ اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک اس نئی عالیشان مسجد یعنی بیت الفتوح میں پر معارف خطبہ ارشاد فرما کر اور پہلی نماز جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگم پر سپین میں ساڑھے سات سو سال بعد سب سے پہلی تعمیر ہونے والی مسجد کے افتتاح کی طرح بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی کے سنگم پر انگلستان کے شہر لندن میں تعمیر ہونے والی وسیع وعریض مسجد کے افتتاح میں بھی مشرق ومغرب کے آخری کناروں تک پھیلے ہوئے ممالک کے ۴۰ ملکوں کی جماعت ہائے احمدیہ کے نمائندہ وفود نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

مسجد بشارت اور مسجد بیت الفتوح کی باہمی مماثلتوں میں پوشیدہ حکمتیں

جیسا کہ سطور بالا سے ظاہر ہے سپین کی مسجد بشارت اور لندن کی مسجد بیت الفتوح میں بہت سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں مثال کے طور پر ایک یہ کہ مسجد بشارت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے عہد میں چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگم پر تعمیر ہوئی اس کے بالمقابل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لندن میں یورپ کی سب سے بڑی مسجد ’’بیت الفتوح‘‘ بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی کے سنگم پر تعمیر کرائی۔ دوسری مماثلت یہ کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تفصیلی ہدایات کے مطابق مسجد بشارت کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد خدائی مقدرات کے تحت مسجد کے افتتاح سے قبل وفات پاگئے اور اس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔ بعینہ اسی طرح یورپ کی سب سے بڑی مسجد بیت الفتوح کے افتتاح سے قبل خدائی مقدرات کے تحت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وصال ہوگیا اور

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

اس کی افتتاحی تقریب سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ہاتھوں سرانجام پائی ۔پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں تاریخی مساجد کے ناموں میں باہمی ربط اور تسلسل کو آشکار کرنے والی ایک عجب خوشکن مماثلت پائی جاتی ہے ۔پہلی مسجد یعنی سپین کی ''مسجد بشارت''فتوحات کی بشارت کے طور پر تعمیر ہوئی اور دوسری یعنی لندن کی ''بیت الفتوح'' اپنے نام کی رعایت سے حسب بشارت اس امر کو آشکار کرنے کا موجب بنی کہ قیام جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے دوران دنیا بھر میں اسلام کی عظیم الشان روحانی فتوحات کا دروازہ کھلنے والا ہے۔

ان اور ان جیسی بہت سے مماثلتوں اور مشابہتوں میں اللہ تعالیٰ کی وراء الوراء حکمتیں پوشیدہ ہیں ۔ان وراء الوراء حکمتوں کا اصل علم تو خدائے علیم و خبیر کی ذات بے ہمتا کو ہے ۔البتہ یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ جب جماعت احمدیہ کے قیام کی دوسری صدی عنقریب شروع ہونے والی تھی چودھویں اور پندرھویں صدی ہجری کے سنگھم پر اور بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی کے سنگھم پر علی الترتیب سپین میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کا وہاں اسلام اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے ساڑھے سات سو سال بعد پہلی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق پانا اور اس کا نام علی الخصوص ''مسجد بشارت'' رکھنا اور اس کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل آپؒ کا وفات پانا اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کا اس کا افتتاح کرنا اور پھر جماعت کے قیام کی دوسری صدی شروع ہونے پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کا بعض بہت ہی عظیم الشان کارنامے سرانجام دینے کے بعد (جن میں ایم ٹی اے کا عالمگیر نظام خاص طور پر قابل ذکر ہے) بیسویں اور اکیسویں صدی کے سنگھم پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کا بتائید و توفیق الٰہی لندن میں یورپ کی سب سے بڑی نہایت عالیشان مسجد تعمیر کرانا اور اس کا نام سپین کی مسجد بشارت کے تسلسل میں خاص طور پر مسجد ''بیت الفتوح'' رکھنا اور پھر مسجد کی تعمیر کے آخری اور اختتامی مراحل کے دوران آپ کا وفات پا جانا اور پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا سریر آرائے خلافت ہو کر اس کا افتتاح فرمانا ،دنیا بھر کی جماعتہائے احمدیہ کے نمائندہ وفود کا اس کے افتتاح میں شریک ہونا اور ساری دنیا میں اس کی دھوم مچنا اور دنیا کے بڑے بڑے اخبارات کا مثبت انداز میں اس پر تبصرے کرنا......ان سب امور کو اتفاقی قرار دے کر دنیا انہیں نظر انداز نہیں کر سکتی بلکہ یہ سب امور اپنی مذکورہ بالا مشابہتوں کی وجہ سے غلبہ اسلام سے متعلق مقدرات الٰہیہ کی ایک جاری و ساری سکیم کو

مرحلہ وار منکشف فرما رہے ہیں اور اس سکیم کے مرحلہ وار انکشاف میں خدائے قادر و قدیر کی وراء الوراء حکمتیں پوشیدہ ہیں ۔دو ہجری اور دو عیسوی صدیوں کے سنگھم پر دو تاریخی اور تاریخ ساز مساجد کا تعمیر ہونا اور ہر دو مواقع پر جماعت احمدیہ کے دائمی نظام خلافت کی دو خلافتوں کے سنگھم کا ظہور میں آنا بہت معنیٰ خیز ہے ۔اوّل تو ان دونوں تاریخی اور تاریخ ساز مسجدوں کو دو خلافتوں کی برکات سے حصہ ملا اور یہ دونو مسجدیں دہرے طور پر مہبط انوار الٰہی بنیں ۔پھر اس خصوصی مماثلت سے یہ امر بھی بدرجہ اولیٰ روز روشن کی طرح آشکار ہوا کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ خلافت حقہ اسلامیہ کا جو آسمانی نظام معرض وجود میں آیا ہے اس کا سلسلہ دائمی ہے یعنی یہ نظام ہمیشہ جاری و ساری رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے ظہور کو صرف اور صرف خلافت حقہ کے آسمانی نظام کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے ۔ایک خلیفہ کے جاری کئے ہوئے کاموں میں سے جو کام بظاہر ناتمام رہ جاتے ہیں بلا توقف دوسرا خلیفہ منجانب اللہ سریر آرائے خلافت ہو کر نہ صرف ناتمام رہ جانے والے کام پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ خود نئے کاموں کا آغاز کر کے انہیں مکمل کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے ۔اور پھر مقدرات الٰہیہ کے تحت جو کام ناتمام رہ جاتے تو خدا تعالیٰ نئے خلیفہ کو مسند خلافت پر بٹھا کر اس کے ہاتھوں سے ان کی تکمیل کرانے کا اہتمام کر دیتا ہے ۔یہ سلسلہ بمنشائے الٰہی اسی طرح چلتا چلا آ رہا ہے اور چلتا چلا جائے گا یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آ کر خلافت کی اہمیت و عظمت اور اس کی دائمی حیثیت کو از خود دنیا پر آشکار کر دے گا۔

پھر یہ ایک بدیہی امر ہے کہ پندرھویں صدی ہجری اور اکیسویں صدی عیسوی جن کے مشترک زمانہ میں سے ہم فی الوقت گزر رہے ہیں اور جو قیام جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا زمانہ ہے موعودہ عالمگیر غلبۂ اسلام کے لحاظ سے بہت ہی اہم زمانہ ہے کیونکہ اس زمانہ میں حسب بشارات اسلام کی عظیم روحانی فتوحات کے دروازے ہر طرف کھلنے والے ہیں ۔اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو خلافت خامسہ کی اہمیت و عظمت اظہر من الشّمس ہوئے بغیر نہیں رہتی ۔چونکہ اسلام کی روحانی فتوحات عظیمہ کے دروازے خلافت خامسہ کے مبارک عہد میں کھلنے والے ہیں اس لئے ہم احمدیوں کی گرانبار ذمہ داریوں میں اضافہ ہو چکا ہے اور نئی کامرانیوں کے ساتھ ان ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا ۔جملہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سرخروئی کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ہر حکم بہ دل و جان بجالائیں اور آپ کی طرف سے جاری ہونے والی ہر نئی تحریک پر والہانہ لبیک کو اپنی فطرت ثانیہ بنالیں تو پھر ہم ہی نہیں دنیا دیکھے گی کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کس تیزی اور شان کے ساتھ ہمارے شامل حال ہوتی ہے اور اسلام کی ظاہر ہونے والی روحانی فتوحات کو منصۂ شہود پر لانے میں شرکت کی کیسی غیر معمولی سعادت ہمارے حصہ میں آتی ہے ۔یہ سعادت بفضل اللہ تعالیٰ ضرور ہمارے حصہ میں آئے گی اس لئے کہ ہر خلیفہء وقت کی کامل فرمانبرداری اور کامل وفاداری و اطاعت شعاری تو ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اور یہی تو ہماری کامیابی اور ہر میدان میں فتحیابی کا راز ہے جسے دیکھ دیکھ کر دنیا ورطہء حیرت میں پڑی ہوئی ہے۔

الغرض پندرھویں صدی ہجری اور اکیسویں صدی عیسوی کا یہ مشترک زمانہ جو قیام جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا زمانہ ہے اس کی اہمیت اور انقلاب انگیز کیفیت روز روشن کی طرح واضح ہے ۔اس میں قطعاً کوئی کلام نہیں کہ دو صدیوں کا یہ مشترک زمانہ اسلام کی روحانی فتوحات کی بشارتوں اور ان کے پورا ہونے کے اعتبار سے انتہائی اہم اور بابرکت زمانہ ہے ۔خدا تعالیٰ اس زمانہ میں اپنی غیر معمولی قدرتیں ظاہر کر کے عجائب کام دکھلائے گا اور اسلام کا روحانی غلبہ درجہ بدرجہ اس شان سے ظاہر ہو گا کہ دنیا میں تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گی کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ کرۂ ارض پر بسنے والی پوری نوع انسانی توحید کی طرف اس زور سے کھنچے گی کہ دین واحد پر آ جمع ہو گی ۔اور قیام جماعت احمدیہ کی تیسری صدی شروع ہونے کی دیر ہے کہ دنیا میں ہر طرف صرف ایک ہی مذہب ہو گا یعنی اسلام اور ایک ہی رسول ہو گا یعنی حبیب کبریا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ ۔

❀❀❀❀❀❀❀

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام

خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کے نام

میرے پیارے خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ناظم صاحب اعلیٰ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے اطلاع دی ہے کہ آپ کا سالانہ اجتماع ۳ / تا ۵ / اکتوبر ۲۰۰۳ء سڈنی میں منعقد ہو رہا ہے ۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ روحانی تبدیلی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں ۔یہ ایّام ذکر الٰہی میں گذاریں اور اجتماع سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ حاصل کر کے واپس جائیں۔

آپ کو میرا اس اجتماع کے موقع پر یہ پیغام ہے کہ نمازوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اس کے لئے غیر معمولی محنت کریں ۔کیونکہ یہ مرکزی چیز ہے اور اگر یہ سنور جائے تو سب کچھ سنور جائے گا۔ اسی سے ساری ترقیاں وابستہ ہیں ۔خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔اس لئے خدام اور اطفال کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ وہ بچپن سے ہی اس اہم فریضہ کی طرف توجہ دیں ۔بچپن میں اگر یہ عادت پختہ ہو جائے گی تو پھر باقی زندگی میں آپ نمازوں کی حفاظت کرنے والے بن جائیں گے ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب بندوں سے لیا جائے گا ۔وہ نماز ہے اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ انسان کامیاب ہو گیا اور اُس نے نجات پا لی ۔اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا ۔اللہ کرے آپ میں سے ہر خادم اور طفل میری اس نصیحت کو سینے سے لگائے اور یہ عہد کر کے اس اجتماع سے واپس جائے کہ وہ نمازوں کی حفاظت کرے گا ۔نماز ہی ہے جس نے حقیقت میں اس دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرنا ہے ۔دنیا کی فتح کی خوابیں لغو ہیں اگر ہم اپنے نفسوں پر فتح نہ پا سکیں ۔اپنے نفسوں کو خدا کے حضور جھکائیں اور اس کی عبادت کے حق کو ادا کریں ۔اللہ آپ کے ساتھ ہو ۔آپ پر اپنے بے شمار فضل اور رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے ۔آمین۔

والسلام ۔خاکسار

دستخط (مرزا مسرور احمد)

❀❀❀❀❀

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے سالانہ چندہ خریداری میں اضافہ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل جنوری ۲۰۰۴ء سے گیارھویں سال میں داخل ہو گیا ہے ۔گزشتہ دس سال میں تین چار مرتبہ پرنٹنگ اور پوسٹیج کے نرخوں میں اضافہ ہوا مگر اس کی شرح خریداری کو بڑھایا نہیں گیا ۔لیکن اب جنوری ۲۰۰۴ء سے پوسٹیج کے نرخوں میں پانچ فیصد اضافہ ہونے کی وجہ سے الفضل کی شرح خریداری میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے ۔چنانچہ جنوری ۲۰۰۴ء سے سالانہ شرح خریداری حسب ذیل ہو گی :۔

انگلستان	تیس (۳۰) پاؤنڈ سالانہ
یورپ	پینتالیس (۴۵) پاؤنڈ سالانہ
دیگر ممالک	پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈ سالانہ

امراء کرام/صدر صاحبان و مبلغین سلسلہ سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس نئی شرح خریداری کو نوٹ فرما لیں اور جملہ خریداران اور احباب جماعت کو اس سے مطلع فرمائیں ۔نیز اس بات کا اہتمام فرماویں کہ نئے سال کا چندہ اس نئی شرح کے مطابق وصول فرما کر رقوم جلد از جلد ہمیں بھجوائیں۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت نہ صرف یہ کہ جماعت کے اس مرکزی ہفت روزہ اخبار کی خریداری کو جاری رکھیں گے بلکہ اس کے خریداروں کی تعداد میں اضافہ کے لئے ہر ممکن سعی کر کے ہمارے ساتھ تعاون فرماویں گے ۔جزاکم اللہ

(مینجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم مولانا عبدالسلام طاہر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳؍ستمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم مولانا عبدالسلام طاہر صاحب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے بیٹے مکرم جری اللہ راشد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ ۳۰؍مئی ۱۹۴۴ء میں قادیان سے تین میل دُور واقع گاؤں پھیروچچی کے ایک احمدی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ ابھی چھ ماہ کے تھے کہ والدہ انتقال کر گئیں۔ والد اور بڑی بہن نے پرورش کی۔ ۱۹۶۰ء میں زندگی وقف کرکے آپ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اسی دوران ۱۹۶۵ء میں آپ کے والد محترم بھی وفات پاگئے۔ ۱۹۷۱ء میں شاہد پاس کرنے کے بعد آپ پاکستان کے کئی شہروں میں بطور مربی سلسلہ خدمات بجالاتے رہے۔ جہاں بھی گئے بڑی محنت سے جماعت میں زندگی کی لہر دوڑادیتے اور خدمت بجالاتے۔ جس کے حوالہ سے حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

آپ علم کی دولت سے مالا مال تھے اور زبان میں بھی اللہ تعالیٰ نے خاص تاثیر رکھی تھی۔ سادہ مگر دل میں اُتر جانے والا خطاب کرتے۔ آپ کے پروگرام ایم۔ٹی۔اے پر بھی پیش ہوتے رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۳ء تک خطاب کرنے کی سعادت بھی پائی۔ مجلس انصاراللہ پاکستان میں قائد تعلیم القرآن اور قائد تربیت بھی رہے۔ ۱۹۹۵ء میں بطور نمائندہ انصاراللہ پاکستان، جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کا موقع بھی ملا۔ آپ انتہائی دعاگو، تہجد گزار اور تلاوت قرآن کے بہت پابند تھے۔ خلافت کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ مئی ۱۹۹۳ء میں آپ کا تقرر جامعہ احمدیہ میں تفسیر القرآن کے استاد کے طور پر ہوا اور وفات تک اسی خدمت پر مامور رہے۔

مکرم عبدالکریم خالد صاحب

غانا کے ریجنل مبلغ مکرم عبدالکریم خالد صاحب ۹؍ستمبر ۲۰۰۳ء کو بعمر ۴۶ سال وفات پاگئے۔ ۱۳؍ستمبر کو غانا میں ہی تدفین ہوئی۔ آپ ۶؍مارچ ۱۹۵۷ء کو غانا میں پیدا ہوئے۔

مکرم عبدالکریم خالد صاحب نے پہلے احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ سے تین سالہ کورس امتیاز کے ساتھ پاس کیا تو جماعت غانا کی طرف سے آپ کو مزید تعلیم کے لئے ربوہ بھجوایا گیا۔ جامعہ احمدیہ ربوہ سے ۱۹۸۷ء میں شاہد کلاس پاس کی اور ۱۹۸۸ء میں غانا میں ریجنل مبلغ مقرر ہوئے۔ غانا میں جلسہ سالانہ کمیٹی کے بھی مستقل ممبر تھے، جلسہ سالانہ کے دوران شعبہ مہمان نوازی کے نگران تھے، مجلس عاملہ کے بھی سرگرم رکن تھے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر جماعت غانا کی نمائندگی کی بھی توفیق پائی۔

آپ کو خون کا سرطان تھا۔ گزشتہ سال ناامیدی کی کیفیت میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے ہومیوپیتھی علاج شروع کروایا اور خصوصی دعاؤں سے بھی نوازا چنانچہ آپ کے صحت یاب ہونے پر ڈاکٹرز بھی حیران و ششدر تھے۔ تاہم امسال ملیریا بخار ہونے کے بعد بیماری کا دوبارہ حملہ ہوا اور چند دن کے اندر آپ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوی کے علاوہ تین بچے بھی چھوڑے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر گوہر دین صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹؍اگست ۲۰۰۳ء میں ضلع اٹک کے صحابہؓ سے متعلق ایک مضمون (مرتبہ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب) میں حضرت ڈاکٹر گوہر دین صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم ملک سلطان رشید صاحب سابق امیر ضلع اٹک بیان کرتے ہیں کہ حضرت ڈاکٹر گوہر دین صاحبؓ کا تعلق تحصیل فتح جنگ سے تھا جہاں آپؓ کے بڑے بھائی امام مسجد تھے۔ دونوں بھائیوں نے اکٹھے احمدیت قبول کی جس کے نتیجہ میں گاؤں والوں نے تشدد کیا اور گاؤں بدر کردیا۔ یہ دونوں ہجرت کرکے قادیان پہنچ گئے اور وہاں معمولی معاوضہ پر محنت کرکے گزارا کرتے رہے۔ چھوٹے بھائی نے تعلیم حاصل کی اور لاہور میڈیکل سکول میں داخل ہوئے۔ وہاں دورانِ تعلیم ٹی بی ہوگئی اور ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ تمہارا زیادہ وقت باقی نہیں رہا اس لئے گھر چلے جاؤ۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں خط لکھا تو حضورؑ نے جواباً فرمایا کہ پڑھائی نہیں چھوڑنی، مَیں نے دعا کی ہے، تم لمبی عمر پاؤ گے۔ چنانچہ آپؓ صحت یاب ہوگئے، سروس کے دوران کئی شہروں اور برما میں بھی تعینات رہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں اپنا پرائیویٹ کلینک کھول لیا۔ نومبر ۱۹۶۶ء میں فوت ہوئے، جنازہ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

آپؓ کی زوجہ اوّل سے ایک بیٹے پیدا ہوئے۔ دوسری شادی حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ کی ایک نواسی سے ہوئی جن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔

مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳؍اگست ۲۰۰۳ء میں مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب اپنے بھائی مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب ایڈووکیٹ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۳؍فروری ۱۹۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم چونڈہ سے حاصل کی۔ پھر سیالکوٹ سے گریجوایشن کرنے کے بعد ۱۹۸۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایل۔ایل۔بی اور پھر یہیں سے پولیٹیکل سائنس میں ایم۔اے کیا۔ پھر کچھ عرصہ گورنمنٹ سروس کی لیکن جلد ہی ملازمت چھوڑ کر سیالکوٹ میں وکالت شروع کردی۔ ایک سال بعد پسرور منتقل ہوگئے اور پھر وفات تک یہیں رہے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ کی شادی مکرمہ نصرت چودھری صاحبہ بنت مکرم غلام احمد چٹھہ صاحب سے ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔

آپ شروع ہی سے خدمت دین میں پیش پیش تھے۔ خدام الاحمدیہ کے قائد کے علاوہ چونڈہ میں پہلے جماعت کے قائمقام صدر اور امیر حلقہ کے طور پر اور ۱۹۹۵ء سے تا وفات منتخب ہوکر انہی عہدوں پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔

نہایت ایمانداری سے وکالت کا پیشہ اپنایا۔ غرباء کی مفت قانونی مدد بھی کرتے۔ پسرور بار نے آپ کی نیکی کی وجہ سے آپ کو فنانس سیکرٹری بنایا، پھر جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا۔ چونڈہ کے کئی مخالف احمدیت لوگ بھی آپ ہی کو وکیل کرتے تھے۔ عدالت کئی متنازعہ معاملات میں آپ کو کمیشن مقرر کرتی رہی اور آپ کا فیصلہ ہی جج صاحبان فائنل کردیتے۔ آپ کی وفات پر پسرور بار نے ایک روز کے لئے عدالتی امور سرانجام نہیں دیئے۔ عدالت میں آپ کی نیکی اور شرافت کا تذکرہ کئی وکلاء نے کیا۔ کئی غرباء آپ کی وفات کا سن کر عدالت میں روتے رہے۔

آپ کو دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ نوجوانوں کے لئے دعوت الی اللہ کی کلاس بھی لگاتے رہے۔ ہر مالی تحریک میں شامل ہوتے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍ستمبر میں محترم مظفر احمد صاحب باجوہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم شاہد باجوہ صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم میں احمدیت کی تعلیم کا رنگ نمایاں تھا۔ عملی انسان تھے، خدمت دین اور خدمت خلق میں اپنی تمام توانائیاں صرف کرتے۔ جب بھی کوئی کیس ہوتا تو فیس کی بات نہ کرتے، کیس لے لیتے اور مؤکل جو دیتا وہ رکھ لیتے۔ پسرور بار کی طرف سے آپ ہیومن رائٹس کمیٹی پاکستان کے واحد ممبر تھے۔ کسی کی دلشکنی سے بچتے تھے لیکن دینی غیرت بھی بہت تھی۔ اور عدالت میں دلیری سے مؤقف بیان کرتے تھے۔ دفتر میں اخبار الفضل لگوایا ہوا تھا۔

موسیقی!!

ماہنامہ "تشحیذالاذہان" ربوہ اگست ۲۰۰۳ء میں مکرمہ مقصودہ پروین صاحبہ کا مضمون موسیقی کے اثرات کے بارہ میں شائع ہوا ہے۔

کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ایڈلک لکھتے ہیں کہ جدید دور میں جتنے غلام موسیقی کے ذریعہ بنائے گئے ہیں اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی کیونکہ اصل غلامی جسمانی نہیں بلکہ ذہنی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں جسم بیکار ہوجاتا ہے۔

موسیقی کا زیادہ بُرا اثر انسان کی قوت سماعت پر پڑتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں یہ بہرہ بھی کردیتی ہے۔ تجربات کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ موسیقی سننے والے سوالوں کا فوری جواب دینے کی بجائے سوچنے کے لئے زیادہ وقت لیتے ہیں۔ اسی طرح خوشی کی موسیقی سننے سے بلڈ پریشر کا زیادہ ہونا اور المیہ موسیقی سننے سے بلڈ پریشر کا کم ہوجانا لازمی ہے۔ موسیقی کے نتیجہ میں وقت کے ضیاع کے علاوہ افسردگی کی کیفیت اور اعصابی نظام کی کمزوری بھی سامنے آئی ہے۔ پندرھویں صدی سے انیسویں صدی تک کے بڑے موسیقاروں کی اوسط عمروں کے مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ اُن کی عمریں اپنے زمانہ کی اوسط عمر سے تقریباً نصف نکلیں اور یہ بھی کہ ان میں سے تیس بڑے موسیقاروں کی موت حرکت قلب بند ہونے سے ہوئی۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۶؍جولائی ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم ایچ۔ آر ساحرؔ صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:-

بادباں بھی وہی ، ناؤ بھی ، کنارے بھی وہی
غم کا ساگر بھی وہی ، موج کے دھارے بھی وہی
تُو وہی ، تیری جدائی ، تیری یادیں بھی وہی
ہم وہی ، دل بھی وہی ، دل کے سہارے بھی وہی
ذات مولا کے سوا کس کو بقا ہے؟ ساحرؔ
لائق حمد وہی حمد کے وارے بھی وہی

ہفت روزہ "بدر" ۲۳؍ستمبر ۲۰۰۳ء میں مکرم منصور احمد منصور صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت عطا ہوئی اور اُسی عرصہ میں یہ نظم آپ نے کہی:

رضائے الٰہی پہ گردن جھکائے ، جو ہم مسکرائے تو پھر کیا کرو گے
سرِ دار بھی گر اناالحق کے نعرے ، جو ہم نے لگائے تو پھر کیا کرو گے
یہ مانا جلیں گے نشیمن ہمارے ، چمن پھونک دو گے اجاڑو گے گلشن
مگر اس طرح بھی تعصب کے مارو ، نہ ہم باز آئے تو پھر کیا کرو گے
سوئے دار منصورؔ ہنس ہنس کے چلنا ، روایت ہماری حکایت ہماری
تم اپنی سناؤ ، جو قدرت کسی دن تمہیں آزمائے تو پھر کیا کرو گے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday, January 23, 2004 Issue No. 04

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ظلی حج کا تصور حدیث میں

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۷۹ہجری مطابق ۸۹۲عیسوی) نے اپنی جامع میں یہ حدیث درج فرمائی ہے:۔

”عَنْ عَمْروبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ کَانَ کَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَمَنْ حَمِدَاللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ کَانَ کَمَنْ حَمَلَ عَلٰی مِائَةِ فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْقَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ کَانَ کَمَنْ عَتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِّنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَمَنْ کَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِیِّ لَمْ یَاتِ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَحَدٌ بِاَکْثَرَ مِمَّا اَتٰی الْاَمَن قَالَ اَوْ زَادَ عَلٰی مَاقَالَ“۔

اس حدیث کا ترجمہ علامہ وحید الزمان صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو کہے سبحان اللہ سو بار صبح اور سو بار شام کو تو گویا سو حج کئے اس نے اور جو الحمدللہ کہے سو بار صبح کو اور سو بار شام کو گویا سو گھوڑوں پر غازیوں کو سوار کیا اللہ کی راہ میں یا فرمایا کہ سَو جہاد کئے اور جو لا الہ الا اللہ کہے سَو بار صبح اور سَو بار شام گویا آزاد کئے اس نے سَو غلام اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور جو اللہ اکبر سو بار کہے صبح اور سَو بار شام، نہ لائے گا کوئی شخص نیک عمل یعنی قیامت میں اس سے زیادہ مگر جس نے اس سے زیادہ کہا یا اس کے برابر۔

❀❀❀❀❀

حقیقی مسلمانوں کی پہچان

خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۶۲ء) کی تالیف ”راہ نور شرق“۔ (ناشر قرآن اکیڈیمی منڈی بہاؤالدین مطبوعہ ۱۹۹۶ء) کے پیش لفظ سے ایک اہم اقتباس:

”مسلمان“ کی یہ تعریف نہیں ہے کہ وہ چند مذہبی رسوم کا پابند ہو اور اس کے نتیجے میں جنت کا حقدار قرار پائے۔ ایک مسلمان کو اپنے ماحول کے ساتھ کشمکش اور ”تبادلہ عمل“ کرنا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں حالات بدلتے ہیں، تبدیلی آتی ہے، انقلاب برپا ہوتا ہے۔ مسلمان کا وجود خلا میں نہیں ہے وہ مسلسل اپنے ماحول سے متأثر ہوتا ہے اور اسے متأثر کرتا ہے۔ ایک سچا اور بہتر مسلمان ہونے کی پہچان صرف نماز، روزے، ذکر اور تسبیح میں ہی نہیں بلکہ خدمت خلق اور انسان دوستی میں ہے“۔

قرآن مجید میں جس لفظ ”اسلام“ کی طرف پرشوکت دعوت دی ہے اس کے اصطلاحی معنی ہی یہ ہیں کہ ”وہ نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دے“۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۸)۔

دنیا میں آج حامل قرآن کون ہے
گر ہم نہیں تو اور مسلمان کون ہے

❀❀❀❀❀

دیوبندی رسالہ ”جنبش“ کا اعتراف حق

اسلام آباد، پاکستان سے ”جنبش“ نامی ایک رسالہ کا اجراء ہوا ہے جو آنحضرت ﷺ کے فرمان ”اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَع بِمَاشِئْتَ“ (یعنی جب تو بے حیا ہے تو جو چاہے کر) کا نقیب و ترجمان ہے۔ رسالہ کی سلسلہ اشاعت نمبر ۲ بھی خاص طور پر اس حقیقت کی عکاس ہے جس میں ایک ”فتنہ پرداز دیوبندی مُلّاں اکرام الحق ربّانی (لندن ختم نبوت کے سینٹر ڈائریکٹر) نے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کی وفات پر ایک نہایت پُر دجل و پُر فریب مضمون لکھ کر اپنے یہودیانہ خُبث باطن کا مظاہرہ کیا ہے۔ بایں ہمہ خدا کی قدرت ملاحظہ ہو کہ احمدیوں کو اسمبلی میں غیر مسلم اور باقی سب مسلمانوں کو مسلمان قرار دینے کا فیصلہ کرانے کے بعد رسالہ ”جنبش“ کے دیوبندی سٹاف نے کھلم کھلا اعتراف کیا ہے کہ جن ۷۲ فرقوں کو ہم نے مسلمان سمجھا تھا دراصل وہی ”غیر مسلم“ ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

”آج مسلمان، مسلمان نہیں رہے۔ ہم عربی، عجمی، فارسی، ہندی، ڈاکٹر، انجینئر، سیاستدان، حکمران، سائنس دان بھی ہیں لیکن نہیں تو صرف ”مسلمان“ نہیں! بلکہ قرآن نے غلبے کو ایمان سے مشروط قرار دیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے ”دل شکستہ نہ ہو، غم مت کرو، تم غالب رہو گے اگر مومن ہو“۔ (القرآن)۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں اور تھوڑی سی گردن جھکا کر اپنے گریبان میں جھانکیں کیا ہم مومن ہیں؟ کیسے ہو سکتے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

بنگلہ دیش میں مُلّاؤں کا طوفانِ بدتمیزی

حکومت نے مُلّاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے

جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر پابندی عائد کر دی گئی

(رشید احمد چوھدری۔ لندن)

(پریس ڈیسک): تازہ ترین اطلاعات کے مطابق حکومت بنگلہ دیش نے ۹؍جنوری ۲۰۰۴ء سے جماعت احمدیہ کی تمام تر مطبوعات بشمول بنگلہ زبان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ترجمہ قرآن کریم پر پابندی لگا دی ہے۔

بنگلہ دیش کی وزارت داخلہ کے اعلان کے مطابق یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے کہ ان میں قابل اعتراض مواد موجود ہے جس سے کہ بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے کا خطرہ ہے۔

جمعہ کے روز پانچ ہزار کے لگ بھگ مجمع نے مُلّاؤں کی قیادت میں ایک جلوس نکالا اور جماعت احمدیہ کی مسجد واقع نخل پارہ کی طرف مظاہرہ کرنے کے لئے رخ کیا مگر کسی ناخوشگوار واقعہ کے بغیر دن عافیت سے گزر گیا۔

یاد رہے کہ مجلس ختم نبوت ۲۰؍نومبر ۲۰۰۳ء سے جماعت احمدیہ کے خلاف نعرہ بازی اور جلسوں اور جلوسوں کی صورت میں طوفان بدتمیزی برپا کرتے ہوئے مسجد احمدیہ پر قبضہ کے اعلان کر رہی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

ملک کی کئی سیاسی پارٹیاں اور سول سوسائٹی لیڈروں نے حکومت کے اس اقدام پر احتجاج کیا ہے۔ حزب مخالف کے ڈپٹی لیڈر عبدالحمید نے احمدیہ لٹریچر پر پابندی کے فیصلہ کو غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جماعت احمدیہ کتنی بھی چھوٹی کیوں نہ ہو بنگلہ دیش کا آئین اس کے مذہبی حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

مجاہد الاسلام سلیمی جنرل سیکرٹری آف کمیونسٹ پارٹی بنگلہ دیش نے کہا ہے کہ حکومت کے اس فیصلہ سے انہیں بہت مایوسی ہوئی ہے۔ حکومت نے بنیاد پرستوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے ہیں۔

ورکر پارٹی کے صدر راشد خان مینن نے حکومت کے اقدام کو ایک سخت ترین غلطی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فیصلہ صرف احمدیوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسلام کے دیگر فرقوں اور دیگر مذاہب کے لئے بھی خطرہ کی گھنٹی ہے۔

ساؤتھ ایشین پیپل (People) یونین کے صدر پروفیسر کبیر چوہدری اور جنرل سیکرٹری شہریار کبیر نے اس پابندی کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر نیز ملک کے آئین کے خلاف قدم ہے۔

سلمہ سبحان ناگورک سمارن سبھا کمیٹی اور جاتیہ مُکتی کونسل نے اس فیصلہ کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس حکم کو فوراً واپس لیا جائے۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بنگلہ دیش میں رہنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور دشمنوں کو ان کے ناپاک ارادوں میں خائب و خاسر کر دے۔ آمین

❀❀❀❀❀❀

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ امراء کرام سے درخواست ہے کہ وہ نئے سال کے وعدہ جات وقف جدید لے کر مرکز میں بھجوائیں اور کوشش فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اس بابرکت تحریک میں شامل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔